ذی الحجہ/محرم الحرام ۱۴۴۸ھ جون ۲۰۲۶ء

JUNE-2026 Rs. 30/-

نیا سال مبارک ہو ۱۴۴۸

جانشین تاج الشریعہ مفتی محمد عسجد رضا خاں قادری نوری بریلوی

مدیر اعلیٰ — مدظلہ العالی

مسلکِ اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA, BAREILLY SHAREEF

قرآن کا اعجاز

مسلم بدنام کروا بھیان

حسین ہونا آسان کہاں

آج کا مسلمان اور تنہا سفر

محبت حسین اور اتباع شریعت

سفر کے خطرات اور طلبا و علما

محرم الحرام! بدعات و منکرات

تذکرۂ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

آٹھواں عرس تاج الشریعہ! ایک نظر میں

مولانا توصیف رضا کے بعد کچھ کرنے کے کام

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم! فضائل و خصائل

امیر المومنین سید عثمان غنی! فضائل اور خدمات اسلام

ماہِ محرام الحرام اور یوم عاشورہ کے فضائل و مسائل

مدیر:

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مرکز الدراسات الإسلامیة جامعۃ الرضا بریلی شریف یوپی، هند

CENTER OF ISLAMIC STUDIES JAMIATUR RAZA

MARKAZ NAGAR MATHURAPUR, C.B.GANJ, BAREILLY SHARIF (U.P.)

Imam Ahmad Raza Trust

82-Saudagran, Raza Nagar, Bareilly U.P.-243003 (India)

امام احمد رضا ٹرسٹ

۸۲/سوداگران رضانگر بریلی شریف یوپی (الہند)

E-mail: imamahmadrazatrust@aalaahazrat.com
imamahmadrazatrust@yahoo.co.in
Website: www.aalaahazrat.com, jamiaturraza.com, hazrat.org

Contact No. +91 0581 3291453
+91 9897007120
+91 9897267869

State Bank of India, Bareilly.
A/C No. 030078123009
IFSC Code : SBIN0000597

HDFC Bank, Bareilly
A/c No. 50200004721350
IFSC Code : HDFC0000304

بیادگار

امام المتکلمین حضرت علامہ مفتی محمد نقی علی خاں قادری بریلوی، اعلیحضرت امام احمد رضا خاں قادری بریلوی، حجۃ الاسلام حضرت علامہ مفتی محمد حامد رضا خاں قادری بریلوی، مفتی اعظم حضرت علامہ مفتی محمد مصطفےٰ رضا خاں قادری بریلوی، مفسر اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد ابراہیم رضا خاں قادری بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین

بانی و سرپرست روحانی

وارث علوم اعلیٰ حضرت عکس حجۃ الاسلام ثانی
مفتی اعظم نور دیدۂ مفسر اعظم تاج الشریعہ
بدر الطریقہ حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد اختر رضا
خاں قادری ازہری بریلوی
رحمۃ اللہ علیہ

سرپرست و مدیر اعلیٰ

نبیرۂ اعلیٰ حضرت شہزادہ و جانشین تاج الشریعہ
قاضی القضاۃ فی الہند پیر طریقت رہبر شریعت
قائد ملت حضرۃ العلام الحاج الشاہ المفتی
محمد عسجد رضا
خاں قادری نوری بریلوی
مدظلہ العالی

مسلک اعلیٰ حضرت کا نقیب و پاسبان

ماہنامہ سنی دنیا

بریلی شریف

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

مدیر: مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

ذی الحجہ ۱۴۴۷ھ
محرم الحرام ۱۴۴۸ھ

جون ۲۰۲۶ء

شمارہ نمبر ۶

Issue No. 6

جلد نمبر ۱۱

Vol. 11

امریکہ اور دیگر ممالک سے ۳۵ امریکی ڈالر	پاکستان، سری لنکا اور بنگلہ دیش سے ۱۲۰۰ روپئے	سالانہ ۶۰۰ روپئے رجسٹرڈ ڈاک سے	سالانہ ۳۵۰ روپئے سادہ ڈاک سے	قیمت فی شمارہ ۳۰ روپئے

انتباہ

کسی بھی طرح کی قانونی چارہ جوئی صرف بریلی شریف کے کورٹ میں قابل سماعت ہوگی، مضمون نگار و اہل قلم کی آرا سے ادارہ کا اتفاق ضروری نہیں۔

ہدایت

قارئین کرام رسالہ سے متعلق کسی بھی طرح کی شکایت یا معلومات کے لئے صبح ۹ بجے سے دوپہر ۲ بجے تک موبائل نمبر 8755096981 پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

التماس

اہل قلم حضرات اور شعرائے اسلام سے التماس ہے کہ اپنے کمپوزشدہ مضامین و منظومات کی ان پیج یا ڈوک فائل رسالہ کی ای میل آئی ڈی پر بھی بھیج سکتے ہیں۔

تزئین کار

عتیق احمد حشمتی (شجاع ملک) آئی ٹی ہیڈ: جامعۃ الرضا

محمد تمہید خان عرشی فائزہ پرنٹرس، حامدی مارکیٹ

رابطہ کا پتہ

ماہنامہ سنی دنیا
۸۲، سوداگران، درگاہ اعلیٰ حضرت
بریلی شریف پن نمبر ۲۴۳۰۰۳

Email:

sunniduniya@aalaahazrat.com
nashtarfaruqui@gmail.com
atiqahmad@aalaahazrat.com

Visit Us:
www.sunniduniya.com
www.aalaahazrat.com
www.cisjamiaturraza.ac.in

Contact Address

MAHNAMA SUNNI DUNIYA
82-Saudagran, Dargah Aalahazrat
Bareilly Sharif (U.P.) Pin - 243003

Contact Numbers

0581-2458543, 2472166, 3291453

ایڈیٹر، پبلیشر، پرنٹر اور پروپرائٹر مولانا محمد عسجد رضا خاں قادری نے فائزہ پرنٹرس بریلی سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ سنی دنیا ۸۲ سوداگران درگاہ اعلیٰ حضرت بریلی سے شائع کیا۔

Editor, Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Opp. Lala Kashinath Jewelers, Hamidi Complex, Gali Wazeer Ali, Bara Bazar, Bareilly, Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Shareef (U.P.)

اس شمارے میں

کالم	مضمون	مضمون نگار	صفحہ
اداریہ	مسلم بدنام کرو ابھیان	محمد عبد الرحیم نشترؔ فاروقی	5
اسلامیات	قرآن کا اعجاز	مفتی محمد صابر القادری فیضی	۱۴
///	محرم الحرام! بدعات و منکرات	مولانا محمد اشفاق عالم امجدی	۱۶
///	ماہِ محرام الحرام اور یوم عاشورہ کے فضائل و مسائل	ڈاکٹر فیض احمد چشتی	۱۸
اسلاف و اخلاف	امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم! فضائل و خصائل	صاحبزادہ محمد حسام احمد رضا قادری	۲۶
///	امیر المومنین سید عثمان غنی! فضائل اور خدمات اسلام	حافظ افتخار احمد قادری	۳۰
///	تذکرہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما	عبد الوحید قادری رضوی	۳۴
///	حسین ہونا آسان کہاں	مفتی غلام مصطفٰی نعیمی	۳۶
///	محبت حسین اور اتباع شریعت	مولانا محمد انیس الرحمٰن حنفی رضوی	۴۲
احوال وطن	سفر کے خطرات اور طلبا و علما	مفتی غلام مصطفٰی نعیمی	۴۲
ترغیبات	فکر آخرت	علامہ مفتی محمد صالح بریلوی قادری	۴۶
مختصرات	آج کا مسلمان اور تنہا سفر	غلام مصطفٰی قادری سجانی	۴۹
///	مولانا توصیف رضا کے بعد کچھ کرنے کے کام	مولانا زاہد علی مرکزی	۴۹
منظومات	جیتے جی دیکھ لوں دربار تو میں رشک کروں	مولانا محمد اشرف رضا قادری	۵۱
///	رب نے بنایا خوب سراپا حسین کا	پھول محمد نعمت رضوی	۵۱
///	تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت	مولانا محمد جسیم اکرم مرکزی	۵۱
///	بریلوی تھے، ہیں، رہیں گے ہم بریلوی سدا	علامہ سید اولاد رسول قدسی	۵۱
خیر و خبر	آٹھواں عرس تاج الشریعہ! ایک نظر میں	محمد قاسم القادری گھوسوی	۵۲
///	داڑھی کے شرعی احکام	مفتی ذو الفقار علی نعیمی	۵۴

پیغامِ شہادت! ہر حال میں شریعت و صداقت کا دامن تھامے رہیں

شہادتِ امام حسین تاریخِ اسلام کا وہ عظیم واقعہ ہے جو حق و صداقت اور صبر و استقامت کی روشن مثال ہے۔ نواسۂ رسول ﷺ، جگر گوشۂ بتول حضرت امام حسین عالی مقام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کربلا کے میدان میں اپنے اہلِ بیت اور رفقا کے ساتھ جو قربانی پیش کی، وہ رہتی دنیا تک انسانیت کو ظلم کے مقابلے میں حق کا ساتھ دینے کا پیغام دیتی رہے گی۔ امام حسین کی جدو جہد کسی دنیاوی اقتدار کے لیے نہیں بلکہ دینِ اسلام کی اقدار، عدل و انصاف اور شریعت کی حفاظت کے لیے تھی۔ آپ نے مشکل ترین حالات میں بھی باطل کے سامنے سر جھکانے کے بجائے حق پر قائم رہنے کو ترجیح دی۔ شہادتِ امام حسین ہمیں یہ سبق دیتی ہے کہ حالات کتنے ہی سخت کیوں نہ ہوں، مسلمان کو سچائی، دیانتداری اور اصولوں کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے۔ ہمیں چاہئے کہ حضرت امام حسین کے ساتھ ساتھ ان کے کردار کو اپنائیں، ظلم سے بچیں، عدل کو فروغ دیں اور دین کی حقیقی تعلیمات پر عمل کریں۔

مفتی محمد عبد الرحیم نشتر فاروقی

مسلم بدنام کرو ابھیان

ویسے تو ملک میں ہر روز کوئی نہ کوئی مہم اور ابھیان چلتا ہی رہتا ہے لیکن ادھر چند سالوں سے ایک ابھیان دن بدن زور پکڑتا جارہا ہے اور وہ ہے" مسلمانوں بدنام کرو یا انھیں پھنساؤ ابھیان" اس بھیانک ابھیان میں حصہ لینے کے لئے شر پسند نیتاؤں سے لے کر نام نہاد ہندو تنظیموں تک اور زر خرید میڈیا اینکروں سے لے کر کرپٹ پولیس افسروں تک میں ہوڑ لگی ہوئی ہے، ہر ایک دوسرے پر بازی مارنے کے فراق میں ہے۔

اس مقصد کے حصول کے لئے یہ لوگ اپنی بہنوں تک کا غلط استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے اور ہر وہ" کارنامہ" انجام دیتے ہیں جس کی انجام دہی کی صرف نسبت اگر کسی مسلمان کی طرف ہو جائے تو ان کی" آستھا" میں ایسا اُبال آتا ہے کہ مسلمانوں کو کچا چبانے کے درپے ہو جاتے ہیں، لیکن یہاں چوں کہ مسلمانوں کو بدنام کرنا مقصود ہے، انھیں جھوٹے الزام میں پھنسانے کی پلاننگ ہے، تو گائے بھی کاٹیں گے، مورتی بھی توڑیں گے، برقع پہن کر مجرا بھی کریں گے اور اپنی بہنوں کو مسلموں کے پاس بھی بھیجیں گے، ایسے موقعوں پر نہ کسی گئو رکشا دل کی" بھاؤنا" یا" آستھا" آہت ہوتی ہے نہ کسی" پریشد" یا" سبھا" کے کانوں پر جوں رینگتی ہے، بلکہ اس وقت تو ان کی" آستھا" اور" بھاؤنا" گھوڑے بیچ کر" کمبھ کرن" کی نیند سو جاتی ہے اور جیسے ہی کوئی معاملہ مسلمانوں سے جڑا سامنے آتا ہے یہ" آستھا" اور" بھاؤنا" ہڑبڑا کر اٹھتی ہے اور اس پر سوار مسلم منافرت کا بھوت" تانڈو" کرنے لگتا ہے۔ کسی کو بدنام کرنے کا ایسا جنون اور کسی سے نفرت کی ایسی انتہا شاید ہی اس سے قبل کبھی دیکھی گئی ہو۔

بھارت میں عموماً اور اتر پردیش میں خصوصاً، پولیس تفتیش اور کورٹ کی کارروائیوں کے دوران ایسے ہزاروں واقعات سامنے آئے ہیں جن میں بعض شر پسند عناصر یا نام نہاد ہندو تنظیموں سے وابستہ افراد نے مسلمانوں کو جھوٹے مقدمات میں پھنسانے، ذاتی دشمنی نکالنے یا پولیس پر دباؤ بنانے کے لیے انجام دئیے ہیں، فرقہ وارانہ ہم آہنگی کو پاش پاش کرنے اور مسلمانوں کو بدنام کرنے کے خطرناک ارادے سے کیے جانے والے ان" فالس فلیگ" (False Flag) واقعات کی دستاویزی اور تصدیق شدہ تفصیلات، جو پولیس ریکارڈ، کورٹ کی کارروائی اور مستند میڈیا رپورٹس میں سامنے آئیں، ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

گائے کاٹ کر یا اس کا گوشت پھینک کر پھنسانے والے واقعات

1 بھدوہی، اتر پردیش (2020) مقام: ضلع بھدوہی، اتر پردیش۔ پکانو مسہر (Pankanu Musahar) نے ایک مندر کے احاطے میں کٹی ہوئی گائے کا کچھ حصہ پھینکا، جس کے بعد مقامی ہندو تنظیموں نے مسلمانوں کے خلاف نعرے بازی اور ہنگامہ آرائی شروع کر دی، پولیس نے جب تفتیش کی اور سائنسی شواہد اکٹھے کیے تو معلوم ہوا کہ یہ حرکت کسی مسلمان نے نہیں بلکہ" پکانو مسہر" نامی شخص نے ذاتی دشمنی اور علاقے کا ماحول خراب کرنے کے لیے کی تھی، پولیس نے اسے گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔

2 اعظم گڑھ، اتر پردیش (اگست 2022) تھانہ رونا ہی/ترواں علاقہ، ضلع اعظم گڑھ، اتر پردیش۔ ستیش سنگھ (ماسٹر مائنڈ) شیو کمار اور اس کے دیگر ساتھیوں نے ایک گائے کو بے دردی سے ذبح کیا اور اس کا گوشت ایک ایسے کھیت کے قریب پھینک دیا جو مسلم آبادی سے بالکل جڑا ہوا تھا، ان کا مقصد علاقے میں یہ افواہ پھیلانا تھا کہ مسلمانوں نے گائے ذبح کی ہے، تا کہ بڑے پیمانے پر فرقہ وارانہ فساد بھڑکایا جا سکے اور سیاسی فائدہ حاصل کیا جا سکے۔

اعظم گڑھ پولیس نے معاملے کی حساسیت کو دیکھتے ہوئے فوراً تفتیش شروع کی۔ سی سی ٹی وی فوٹیج، لوکل انٹیلیجنس اور مخبروں کی مدد سے ستیش سنگھ اور اس کے ساتھیوں کو گرفتار کیا گیا۔ پولیس نے پریس کانفرنس کر کے اس پوری سازش کا پردہ چاک کیا اور ملزمان پر امن وامان بگاڑنے کی دفعات کے تحت مقدمہ درج کیا۔

3 آگرہ 2023 یہ واقعہ 29 اور 30 مارچ 2023 کی درمیانی شب گوتم نگر، تھانہ اعتماد الدولہ علاقہ، آگرہ، اتر پردیش میں رام نومی کے موقع پر پیش آیا۔ اس واقعے میں اکھل بھارت ہندو مہاسبھا کے کچھ عہدیداروں نے رام نومی کے موقع پر ماحول خراب کرنے اور اپنے کاروباری حریف مسلمانوں کو جیل بھیجنے کے لیے یہ سازش رچی تھی۔

اس سازش کے پیچھے سنجے جاٹ (قومی ترجمان، اکھل بھارت ہندو مہاسبھا، ماسٹر مائنڈ) جتیندر کشواہا (منڈل صدر، ہندو مہاسبھا جس نے جھوٹی ایف آئی آر درج کرائی) برجیش بھدوریا، سوربھ شرما جھلو (ایک مقامی قصاب جس کی مدد سے یہ کام کرایا گیا) ملوث تھے، ان لوگوں نے محمد رضوان، محمد نقیم، وجو اور شانو نامی مسلمانوں کو گائے کاٹنے کے الزام میں پھنسانے کی کوشش کی۔

ہندو مہاسبھا کے لیڈر جتیندر کشواہا نے پولیس میں شکایت درج کرائی کہ انہوں نے رضوان اور اس کے بیٹوں کو گائے ذبح کرتے ہوئے دیکھا ہے، پولیس نے فوری کارروائی کرتے ہوئے مسلم نوجوانوں کو حراست میں لے لیا، لیکن جب آگرہ پولیس (اے سی پی راکیش کمار سنگھ) نے گہرائی سے تفتیش کی، سی سی ٹی وی فوٹیج دیکھی اور موبائل لوکیشنز (CDR) نکالی، تو معلوم ہوا کہ نامزد مسلم نوجوان اس وقت وہاں موجود ہی نہیں تھے۔ اصل میں ملزم جھلو کی ان مسلم تاجروں سے کاروباری دشمنی تھی اور سنجے جاٹ نے اس دشمنی کا فائدہ اٹھا کر پولیس اور انتظامیہ پر دباؤ بنانے کے لیے گائے کو ذبح کرنے کی یہ پوری سازش تیار کی تھی۔ سچ سامنے آنے پر پولیس نے مسلم نوجوانوں کو رہا کر دیا اور سنجے جاٹ سمیت چاروں ہندو مہاسبھا کے ممبروں کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔

4 مرادآباد (Moradabad) جنوری 2024 اس واقعے میں بجرنگ دل کے ایک مقامی رہنما نے پولیس کے خلاف اپنی بھڑاس نکالنے اور ایک مسلم شخص سے ذاتی عناد کا بدلہ لینے کے لیے گائے چوری کر کے اسے ذبح کرنے کا ڈراما کیا۔ پہلا واقعہ 16 جنوری 2024 کو پیش آیا (جب گائے کا سر کاٹ کر کانوا ڑ پتھ پر رکھا گیا) اور دوسرا واقعہ چھجلیٹ (Chhajlait) تھانہ علاقہ، ضلع مرادآباد، اتر پردیش میں 28 جنوری 2024 کو پیش آیا۔ مونو بشنوئی عرف سمیت (ضلع صدر، بجرنگ دل) رمن چودھری (بجرنگ دل کارکن) راجیو چودھری (بجرنگ دل کارکن) شہاب الدین (مقامی دیہاتی) جس نے بجرنگ دل کے ساتھ مل کر مقصود نامی مسلمان کو پھنسانے کی سازش رچی، مقصود سے شہاب الدین کی ذاتی دشمنی تھی۔

مرادآباد کے ایس ایس پی ہیمراج مینا نے پریس کانفرنس میں انکشاف کیا کہ بجرنگ دل کے لیڈر مونو بشنوئی کا مقامی پولیس اسٹیشن کے عملے سے تنازع چل رہا تھا کیونکہ پولیس اس کے غیر قانونی کاموں میں تعاون نہیں کر رہی تھی، پولیس کو نیچا دکھانے اور اپنے مخالف مقصود کو جیل بھیجنے کے لیے انہوں نے سازش رچی۔ پہلے 16 جنوری کو انہوں نے ایک گائے کا سر کاٹ کر دھرم شالا/ کانواڑ راستے پر رکھ دیا تاکہ فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہو اور پولیس معطل ہو جائے۔

جب اس سے کام نہ بنا تو 28 جنوری کو انہوں نے ایک گھر سے گائے چوری کی، اسے چھجلیٹ کے جنگل میں کاٹا کیا اور جان بوجھ کر وہاں ایک پرس (والٹ) اور پینٹ چھوڑ دی جس میں مقصود کی تصویر موجود تھی۔ پولیس کو اس اسکرپٹ پر شک ہوا، جب الیکٹرانک سرویلنس اور موبائل لوکیشنز کی جانچ کی گئی، تو بجرنگ دل کے لیڈر مونو بشنوئی اور ان کے ساتھیوں کی لوکیشن جائے واردات پر پائی گئی، پولیس نے تفتیش کے بعد بجرنگ دل کے نیتا مونو بشنوئی سمیت اس کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔

5 معاملہ جون 2024 کا ہے، جب اتر پردیش کے شہر میرٹھ میں ایک شخص نے مذہبی جذبات کو بھڑکانے اور ماحول خراب کرنے

کی کوشش کی تھی۔15 جون 2024 مقام: تھانہ کنکرکھیڑا علاقہ، میرٹھ، اتر پردیش۔موقع واردات: شیومندر کے قریب، سرجندرانگر، رپورٹس کے مطابق عید الاضحیٰ (بقرعید) کے تہوار سے ٹھیک دو دن پہلے، میرٹھ کے کنکرکھیڑا علاقے میں واقع ایک شیومندر کے پاس سڑک پر گوشت سے بھرا تھیلا پھینکا گیا تھا۔اس حرکت کا مقصد علاقے کا امن وامان خراب کرنا اور فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کرنا تھا۔

جب مقامی لوگوں اور ہندو تنظیموں کے ارکان نے مندر کے قریب گوشت دیکھا، تو علاقے میں غصہ پھیل گیا اور لوگوں نے ہنگامہ آرائی شروع کر دی، صورت حال کی حساسیت کو دیکھتے ہوئے پولیس فوری طور پر موقع پر پہنچی اور کارروائی کا یقین دلا کر معاملہ شانت کرایا۔ پولیس کی تحقیقات اور گرفتاری پولیس نے اس معاملے کو سنجیدگی سے لیتے ہوئے قریبی لگے سی سی ٹی وی کیمروں کی فوٹیج چیک کی تو اسے تھیلا پھینکنے والے شخص کی شناخت پنیت (ولد اوم پرکاش، ساکن سرجندرانگر، کنکرکھیڑا) کے طور پر ہوئی۔ پولیس نے کارروائی کرتے ہوئے ملزم پنیت کو گرفتار کر لیا، تفتیش میں یہ بات سامنے آئی کہ ملزم نے جان بوجھ کر بقرعید کے موقع پر شہر کا ماحول خراب کرنے اور فساد بھڑکانے کی نیت سے یہ سنگین حرکت کی تھی۔ پولیس نے ملزم کے خلاف سنگین دفعات کے تحت مقدمہ درج کر کے اسے جیل بھیج دیا تھا۔

6　بھیلواڑہ راجستھان: 2024 یہ واقعہ راجستھان کے بھیلواڑہ (Bhilwara) شہر کا ہے جو 24 ستمبر 2024 کو پیش آیا تھا۔ جہاں پولیس نے مندر کے باہر بکرے کی کھال اور باقیات پھینک کر شہر کا امن وامان کو خطرے ڈالنے کی کوشش کرنے والے دو ملزمان کو گرفتار کیا۔ بھیلواڑہ کے کوتوالی تھانہ علاقے کے تحت شاستری نگر میں واقع ایک مذہبی مقام (جسے مقامی طور پر رام دیو کا مندر کہا جاتا ہے) کے باہر بکرے کی کھال اور گوشت کے کٹے ہوئے ٹکڑے ملے۔ صبح کے وقت جب لوگوں نے مندر کے سامنے یہ کھال اور باقیات دیکھیں تو علاقے میں شدید کشیدگی پھیل گئی۔

واقعے کی اطلاع ملتے ہی بجرنگ دل اور وشو ہندو پریشد (VHP) سمیت مختلف ہندو تنظیموں کے کارکنان کے ساتھ مقامی لوگوں کی ایک بڑی تعداد وہاں جمع ہو گئی اور ملزمان کی گرفتاری کے لیے احتجاج اور نعرے بازی شروع کر دی، جس سے بازار بند ہو گئے اور ماحول گرم ہو گیا۔ ماحول کو بگڑتا دیکھ کر پولیس کی بھاری نفری موقع پر تعینات کی گئی اور اعلیٰ حکام نے مظاہرین کو پرامن رہنے کی تلقین کی۔ پولیس نے فوری طور پر کارروائی کرتے ہوئے آس پاس کے سی سی ٹی وی کیمروں کی فوٹیج کھنگالی۔ سی سی ٹی وی فوٹیج کی مدد سے پولیس نے ان دونو جوانوں کو ٹریس کر کے گرفتار کر لیا جو موٹر سائیکل پر ایک بورے (کتے) میں یہ باقیات لے جا رہے تھے اور وہاں پھینک کر فرار ہوئے تھے۔

جب پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر کے ان کے نام پوچھے تو سب دنگ رہ گئے، ان دونوں کے نام" لوکیش کھٹیک، ہیمنت کوہلی" نکلے، پولیس کے مطابق ان دونوں نوجوانوں نے شہر کا ماحول خراب کرنے اور مذہبی منافرت یا کشیدگی پھیلانے کی نیت سے یہ حرکت کی تھی۔ جب ملزمان کے نام سامنے آئے تو احتجاج کرنے والی تنظیمیں اور مظاہرین خاموش ہو گئے، کیونکہ پہلے تو انھوں نے اسے مسلمانوں کی شرارت سمجھی تھی، پولیس کی بروقت کارروائی اور سچائی سامنے آنے کے بعد بھیلواڑہ میں امن قائم ہو گیا اور پولیس نے شہریوں سے افواہوں پر دھیان نہ دینے کی اپیل کی ہے۔

مورتی توڑ کر یا مندر کی بے حرمتی کر کے پھنسانے والے واقعات

7　مہوبہ، اتر پردیش (دسمبر 2020) مقام: چرکھاری علاقہ، ضلع مہوبہ، اتر پردیش۔ملزم کا نام: دیپک انورادھی۔ دیپک انورادھی نے ایک قدیم مندر میں کچھ مورتیاں توڑ کر ڈال دیں، جس کے بعد سوشل میڈیا پر مسلمانوں کے خلاف مہم شروع ہو گئی۔ پولیس کی تحقیقات میں انکشاف ہوا کہ" دیپک" نامی شخص نے شراب کے نشے میں ایک زمین کے تنازعے کو فرقہ وارانہ رنگ دینے کے لیے یہ مورتیاں توڑیں تھیں۔ پولیس نے اسے رنگے ہاتھوں ثبوتوں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔

8 بلند شہر، اتر پردیش (جون 2021) مقام: گاؤں بڑودا، تھانہ خانپور، بلند شہر، اتر پردیش۔ ملزم کا نام: ہریش شرما۔ ہریش شرما نے رات کے اندھیرے میں ایک مقامی مندر میں داخل ہو کر وہاں موجود شیولنگ اور مورتیوں کو توڑ پھوڑ کر نقصان پہنچایا اور صبح خود ہی گائے والوں کو اکٹھا کر کے ہنگامہ کھڑا کیا اور الزام مسلمانوں پر لگانے کی کوشش کی تاکہ گاؤں کے مسلمانوں کو وہاں سے نکالا جا سکے یا انہیں جیل بھجوایا جا سکے۔

بلند شہر پولیس (ایس ایس پی سنتوش کمار سنگھ) نے مستعدی اور باریک بینی سے تفتیش کی تو ہریش شرما کے بیانات میں تضاد پایا گیا، سخت پوچھ تاچھ کے بعد ہریش نے اعتراف جرم کر لیا، پولیس نے پریس نوٹ جاری کیا اور ہریش شرما کو مذہبی جذبات بھڑکانے اور امن عامہ کو خطرے میں ڈالنے کے جرم میں گرفتار کر کے جیل بھیج دیا۔

9 علی گڑھ، اتر پردیش، 25 اکتوبر 2025 مقام: لودھا تھانہ علاقہ، علی گڑھ، اتر پردیش: چار مندروں کی دیواروں پر "I Love Muhammad" لکھا ہوا ملا، شروعات میں کچھ شرپسندوں نے اسے مسلمانوں کی طرف منسوب کیا اور چند مسلم افراد کے نام شکایت بھی کی، پولیس نے سی سی ٹی وی، تکنیکی شواہد اور تحریر کے انداز کی بنیاد پر تحقیقات کیں، پولیس کے مطابق نعرے میں غلط املا نے شک پیدا کیا، جس بنیاد پر پولیس اصل ملزمان کو گرفتار کر لیا، جیشانت کمار، آکاش کمار، دلیپ کمار، ابھیشیک سرسوات اور ایک شخص راہل کو بھی ملزم بتایا گیا جو فرار تھا۔ پولیس کے مطابق ان کا مقصد اپنے مسلم پڑوسیوں کو پھنسانا تھا۔

برقع پہن کر بدنام کرنے یا جرائم کرنے کے واقعات

10 شاہین باغ، دہلی (فروری 2020) مقام: شاہین باغ احتجاجی مظاہرہ گاہ، نئی دہلی۔ ملزمہ کا نام: گونجا چودھری (سیاسی کارکن اور یوٹیوبر) شاہین باغ میں مسلم خواتین شہریت ترمیمی قانون (CAA) کے خلاف دھرنا دے رہی تھیں۔ گونجا چودھری نے مسلم خاتون کا بھیس بدلنے کے لیے برقع پہنا اور مظاہرے کے اندر گھس گئی۔ اس نے وہاں موجود خواتین سے مشکوک اور اشتعال انگیز سوالات پوچھنا شروع کیے تاکہ وہ ان کی ریکارڈنگ کر کے مظاہرے کو "ملک مخالف" یا "شدت پسند" ثابت کر سکے۔

وہاں موجود خواتین کو اس کے لہجے اور رویے پر شک ہوا، جب خواتین نے اس کا برقع ہٹایا تو ان کی اصل شناخت ظاہر ہوئی، ماحول خراب ہونے سے بچانے کے لیے مظاہرین نے فوراً دہلی پولیس کو بلایا۔ پولیس گونجا چودھری کو حراست میں لے کر تھانے لے گئی، جہاں اس سے طویل پوچھ گچھ کی گئی اور بعد میں وارننگ اور قانونی کارروائی کے بعد چھوڑا گیا۔

11 کیرالہ ریل وے اسٹیشن (2023) مقام: کوزی کوڈ (Calicut) کیرالہ۔ ملزم کا نام: جتھن (Jithin) یہ شخص مکمل برقع پہن کر خواتین کے انتظار گاہ (Waiting Room) اور واش روم کے پاس مشکوک حالت میں گھوم رہا تھا۔ اس کا مقصد برقع کی آڑ میں خواتین کی خفیہ ویڈیوز بنانا اور پکڑے جانے پر مسلم خواتین یا معاشرے کو بدنام کرنا تھا۔

ریل وے پروٹیکشن فورس (RPF) اور مقامی پولیس نے شک ہونے پر اسے روکا، آواز سے معلوم ہوا کہ وہ مرد ہے، برقع ہٹانے پر اس کی شناخت جتھن کے نام سے ہوئی، پولیس نے اس کا موبائل فون ضبط کیا جس میں ویڈیوز تھیں اور اس پر آئی پی سی کی مختلف دفعات کے تحت مقدمہ درج کر کے اسے جیل بھیج دیا۔

12 بیگوسرائے، 18 مئی 2026: یہ واقعہ بہار کے بیگوسرائے (Begusarai) ضلع کا ہے، جہاں ایک ہندو نوجوان کو برقع پہن کر مندر کے باہر انسٹا گرام ریل (Instagram Reel) بناتے اور ڈانس کرتے ہوئے مقامی لوگوں نے پکڑ لیا تھا۔ بیگوسرائے کے لوہیا نگر علاقے میں واقع ایک مشہور کالی مندر کے باہر پیش آیا۔ مندر کے باہر موجود لوگوں نے دیکھا کہ برقع پہنی ہوئی ایک خاتون مندر کے سامنے موبائل کیمرے کے آگے عجیب و غریب انداز میں ڈانس کر رہی ہے اور ریل بنا رہی ہے۔ مندر کے سامنے اس طرح برقع پہن

کر ریل بنانے پر وہاں موجود مقامی لوگوں اور دکانداروں کو شک ہوا پھر انہوں نے اس پر اعتراض کرتے ہوئے اسے روک لیا، جب لوگوں نے ہنگامہ کیا اور زبردستی اس کا برقع ہٹایا تو برقعے کے اندر سے ایک نوجوان نکلا، جسے دیکھ کر سب حیران رہ گئے۔

پکڑے گئے نوجوان کی شناخت ایک ہندولڑکے کے طور پر ہوئی، جو وہیں قریبی علاقے کا رہنے والا تھا، جب لوگوں نے اس سے برقع پہن کر مندر کے سامنے ڈانس کرنے کی وجہ پوچھی، تو اس نے بتایا کہ وہ سوشل میڈیا (انسٹا گرام) پر ویوز (Views) اور لائکس حاصل کرنے کے لیے یہ ریل بنا رہا تھا۔ نوجوان نے لوگوں کے سامنے اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہوئے کہا" ہم مندر کے اندر داخل نہیں ہوئے تھے، صرف باہر ہی ریل بنا رہے تھے، یہ ہماری بڑی غلطی تھی اور ہم مستقبل میں دوبارہ کبھی ایسی حرکت نہیں کریں گے۔"

شروع میں برقعے کی وجہ سے معاملے کے مذہبی رنگ اختیار کرنے کا خدشہ تھا لیکن جب یہ واضح ہو گیا کہ وہ کوئی شرارت پسند یا کسی دوسرے طبقے کا شخص نہیں ہے بلکہ محض سوشل میڈیا کے خبط میں مبتلا ایک مقامی ہندولڑکا ہی ہے تو معاملہ سرد ہو گیا، مقامی لوگوں نے اسے سخت وارننگ دے کر چھوڑ دیا اور آئندہ مندر کے پاس ایسی ریلز نہ بنانے کی ہدایت کی، اس واقعے کی ویڈیو بھی سوشل میڈیا پر کافی وائرل ہوئی تھی۔

واٹس ایپ اور سوشل میڈیا پر مسلم بن کر نفرت پھیلانے کے واقعات

13 آرمی انٹیلیجنس اور یوپی پولیس کی مشترکہ کارروائی (2020-2021) مقام: لکھنؤ اور دیگر اضلاع (اتر پردیش) ملزمان کے نام: سچن یادو، وکاس تیواری اور دیگر۔ یہ ملزمان فیس بک اور ٹویٹر (X) پر" کاشف، شاہد لاری" اور" خان برادرز" جیسے مسلم ناموں اور داڑھی والی پروفائل پکچرز کا استعمال کر کے ہندومت اور ہندو دیوی دیوتاؤں کے خلاف انتہائی نازیبا کمنٹس کرتے تھے۔ ان کا مقصد ہندو نوجوانوں کو مشتعل کرنا تھا تا کہ وہ جوابی کارروائی میں مقامی مسلمانوں پر حملے کریں۔

اتر پردیش پولیس کے سائبر سیل نے جب ان اکاؤنٹس کے آئی پی ایڈریسز (IP Addresses) اور موبائل نمبرز کو ٹریس کیا، تو معلوم ہوا کہ یہ سب ہندو نوجوان چلا رہے تھے جن کا تعلق مخصوص نظریاتی تنظیموں سے تھا۔ پولیس نے ان کے خلاف انفارمیشن ٹیکنالوجی ایکٹ (IT Act) اور فرقہ وارانہ نفرت پھیلانے کی دفعات کے تحت ایف آئی آر درج کر کے انہیں گرفتار کیا۔

14 لکھنؤ، 27 دسمبر: 2023 یہ خبر اتر پردیش (یوپی) کے دارالحکومت لکھنؤ اور ایودھیا سے جڑی ہوئی ہے، جہاں یوپی پولیس کی اسپیشل ٹاسک فورس (STF) نے رام مندر اور وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ کو بم سے اڑانے اور وہاں گائے کے گوشت سے افطاری کرنے کی دھمکیاں دینے والے ایک بڑے گروہ کا پردہ فاش کیا تھا۔ اس معاملے کی مکمل تفصیلات درج ذیل ہیں:

سوشل میڈیا پلیٹ فارم X (سابقہ ٹوئٹر) پر کچھ فرضی ای میل آئی ڈیز کا استعمال کرتے ہوئے رام مندر، یوپی کے وزیر اعلیٰ یوگی آدتیہ ناتھ اور ایس ٹی ایف کے چیف امیتابھ یش کو بم سے اڑانے کی دھمکی دی گئی تھی۔ ان پیغامات میں یہ بھی دعویٰ کیا گیا تھا کہ رام مندر میں گائے کے گوشت کے ساتھ افطار پارٹی کی جائے گی تا کہ مذہبی جذبات کو بھڑکایا جا سکے۔ یہ دھمکیاں" زبیر خان" اور" عالم انصاری خان" جیسے مسلم ناموں سے بنے فرضی ای میل اکاؤنٹس سے بھیجی گئی تھیں، جس کا مقصد یہ تاثر دینا تھا کہ یہ کسی مسلم یا پاکستانی تنظیم (جیسے آئی ایس آئی) کی سازش ہے۔

جب یوپی پولیس کی اسپیشل ٹاسک فورس (STF) نے تکنیکی اور سائبر تحقیقات شروع کیں تو دھمکی آمیز ای میلز کا سراغ لکھنؤ کے ایک وائی فائی (WiFi) نیٹ ورک سے ملا۔ اس تفتیش کے بعد پولیس نے دو ملزمان کو گرفتار کیا، جن کے نام" تہار سنگھ" اور" اوم پرکاش مشرا" ہیں۔ تحقیقات میں سامنے آیا کہ اس پورے کھیل کا ماسٹر مائنڈ ایک اور شخص تھا جس کا نام" دیویندر تیواری" ہے، یہ سبھی لوگ ہندو برادری سے تعلق رکھتے ہیں اور انہوں نے جان بوجھ کر مسلم ناموں کا استعمال کر کے یہ فرضی دھمکیاں خود کو اور حکومت کو بھیجی تھیں۔

پولیس کی تحقیقات کے مطابق، اس فرضی دھمکی کے پیچھے کوئی دہشت گردانہ مقصد نہیں تھا بلکہ ذاتی اور سیاسی مفادات تھے، ماسٹر مائنڈ "دیویندر تیواری" خود کو ایک بڑا لیڈر اور گائے کا محافظ (گئو رکشک) ظاہر کرنا چاہتا تھا، وہ چاہتا تھا کہ جب اسے "مسلم ناموں" سے جان لیوا دھمکیاں ملیں گی تو حکومت اسے بڑے درجے کی وی آئی پی سیکیورٹی (VIP Security) فراہم کرے گی۔ نیز ملزمان سوشل میڈیا پر مقبولیت حاصل کرنا چاہتے تھے اور خود کو کٹر ہندو لیڈر کے طور پر پیش کر کے سیاسی فائدہ اٹھانا چاہتے تھے۔

اس معاملے میں مسلم ناموں کا استعمال اس لیے کیا گیا تھا تا کہ معاشرے میں فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا کی جا سکے اور ہمدردی حاصل کی جا سکے۔ ایس ٹی ایف نے تکنیکی تجزیہ کے ذریعہ ثابت کیا کہ جن موبائل فونز اور آئی پی ایڈریسز سے ای میلز بنائی اور بھیجی گئی تھیں، وہ "تہار سنگھ" اور" اوم پرکاش مشرا" کے پاس تھے اور انہیں بعد میں شواہد مٹانے کے لیے جلا دیا گیا تھا، پولیس نے ملزمان کو گرفتار کر کے سنگین دفعات کے تحت جیل بھیج دیا۔ رام مندر میں گائے کے گوشت اور بم دھماکے کی دھمکی دینے والا کوئی مسلمان یا بیرونی تنظیم نہیں تھی بلکہ یہ چند شر پسند ہندو نوجوانوں (دیویندر تیواری، تہار سنگھ اور اوم پرکاش مشرا) کی ایک سوچی سمجھی سازش تھی، تا کہ ایک طرف تو مسلمانوں کو بدنام کیا جا سکے اور دوسری طرف گورنمنٹ سے سیکیورٹی اور سستی شہرت حاصل کی جا سکے۔

لو جہاد، ریپ اور اغوا کے الزام میں پھنسانے کے واقعات

15 اتر پردیش کے ضلع کشی نگر (تریا سوجان علاقہ) میں 10 اپریل 2026 کو صبح تقریباً 11 بجے اسکول میں لنچ ٹائم کے دوران پیش آیا۔ کلاس ایک میں پڑھنے والی 5 سالہ بچی لنچ کے وقت اپنے گھر جانے کے بجائے اسکول کے پاس واقع ایک آم کے باغ کی طرف چلی گئی، جہاں سریندر سنگھ موجود تھا۔ وہ پہلے سے بچی کو جانتا تھا، اس لیے اس نے آواز دے کر بچی کو اپنے پاس بلا لیا اور اس کے ساتھ یہ گھناؤنی حرکت کی۔

جب بچی گھر نہیں پہنچی تو اہل خانہ نے شروعاتی طور پر اسکول کے ہیڈ ماسٹر نعیم الدین انصاری پر شک ظاہر کیا اور ان کے نام ایف آئی آر درج کرا دیا۔ پولیس نے تفتیش کے لیے ہیڈ ماسٹر کو حراست میں بھی لیا تھا۔ جب کشی نگر پولیس نے گہرائی سے تفتیش کی، تو بیانات اور شواہد کی بنیاد پر یہ بات واضح ہوگئی کہ اسکول کے ہیڈ ماسٹر کا اس واقعہ سے کوئی تعلق نہیں، وہ مکمل طور پر بے قصور ہیں، جس کے بعد پولیس نے انہیں کلین چٹ دے کر رہا کر دیا۔ جبکہ اس گھناؤنے جرم کا اصل مجرم سریندر سنگھ (ولد رام رتن سنگھ) ہے، پولیس نے اسے گرفتار کر لیا اور ملزم نے اپنے جرم کا اعتراف بھی کر لیا، اس کے خلاف پاکسو ایکٹ (POCSO Act) اور دیگر سنگین دفعات کے تحت مقدمہ درج کر جیل بھیج دیا گیا۔

حالانکہ خبر عام ہونے کے فوراً بعد سوشل میڈیا اور کچھ نیوز پورٹلز پر ہیڈ ماسٹر نعیم الدین انصاری کا نام لے کر اس معاملے کو غلط طریقے سے فرقہ وارانہ (Communal) رنگ دینے کی کوشش کی گئی، تاہم، کشی نگر پولیس اور مقامی تھانہ انچارج نے پریس کانفرنس اور اپنے آفیشل سوشل میڈیا ہینڈل (X) کے ذریعے ان تمام افواہوں کو سختی سے مسترد کیا۔ ولیس نے واضح کیا کہ اس معاملے میں کوئی فرقہ وارانہ زاویہ نہیں ہے، متاثرہ بچی اور اصل ملزم سریندر سنگھ دونوں کا تعلق ایک ہی کمیونٹی سے ہے، عوام افواہوں پر دھیان نہ دیں، اصل ملزم سلاخوں کے پیچھے ہے۔

16 میرٹھ: یہ واقعہ دراصل اپریل 2024 میں اتر پردیش کے ضلع میرٹھ (تھانہ منڈالی علاقہ) میں پیش آیا جس میں دو مسلم نوجوانوں کو جھوٹے کیس میں پھنسانے کی سازش رچی گئی، اپریل 2024 میں میرٹھ کے منڈالی علاقے کے رہنے والے نکول گجر نے پولیس میں شکایت درج کروائی کہ دو مسلم نوجوانوں (عادل اور عبید) نے اس کی چچازاد بہن کو اغوا کیا اور اس کے ساتھ اجتماعی جنسی زیادتی (Gangrape) کی ہے، جب پولیس نے اس انتہائی حساس معاملے کی تفتیش شروع کی تو کہانی مکمل طور پر الٹ گئی۔ پولیس انکوائری،

سی سی ٹی وی (CCTV) فوٹیج اور موبائل لوکیشنز سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ اغوا اور ریپ کا کوئی واقعہ سرے سے ہوا ہی نہیں تھا، بلکہ یہ من گھڑت ڈراما ایک گھناؤنی سازش کا نتیجہ ہے۔

میرٹھ پولیس کے مطابق: نکول گجر نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ مل کر عادل اور عبید کو پھنسانے کے لیے یہ پوری سازش تیار کی تھی۔ نکول نے اپنی چچازاد بہن کو دباؤ میں لے کر یا بہلا پھسلا کر مجسٹریٹ کے سامنے (دفعہ 164 کے تحت) ریپ کا جھوٹا بیان دلوا دیا۔ جب پولیس نے سختی کے ساتھ منطقی شواہد اور سی ٹی وی فوٹیج سامنے رکھے تو لڑکی ٹوٹ گئی اور اس نے اعتراف کیا کہ عادل اور عبید نے اس کے ساتھ کچھ نہیں کیا بلکہ اس کے بھائی نکول اور دیگر نے اسے یہ جھوٹا کیس درج کرانے پر مجبور کیا تھا۔

سچائی سامنے آنے کے بعد میرٹھ پولیس نے دونوں مسلم نوجوانوں کو بے قصور قرار دیا اور جھوٹی ایف آئی آر درج کرانے، قانون کو گمراہ کرنے اور فرقہ وارانہ فساد برپا کرنے کی کوشش کے الزام میں نکول گجر اور اس کے ساتھیوں کے خلاف سخت دفعات کے تحت کیس درج کیا۔ پولیس نے واضح کیا کہ ذاتی دشمنی کو فرقہ وارانہ رنگ دینے اور قانون کا غلط استعمال کرنے والوں کو کسی قیمت پر بخشا نہیں جائے گا۔

تفتیش میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ عادل اور عبید کے ساتھ نکول گجر کا پرانا ذاتی اور مالی تنازع چل رہا تھا، جس کا بدلہ لینے اور انہیں سبق سکھانے کے لیے اس نے ریپ جیسے سنگین جرم کا جھوٹا سہارا لیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق نکول گجر نے سمجھوتے کے نام پر دونوں مسلم لڑکوں سے 10 لاکھ روپے اینٹھنے کا بھی پلان بنایا تھا، جس میں سے لڑکی کو ایک بھاری رقم دینے کا وعدہ اور نوکری دلانے کا لالچ بھی دیا تھا۔

17 واضح ہو کہ اس سے قبل 2021 میں بھی نکول گجر نے دو مسلم نوجوانوں ذیشان، شاویز کو لو جہاد کے جھوٹے مقدمے پھنسانے کی کوشش کی تھی، یہ واقعہ اکتوبر 2021 میں میرٹھ کے سردھنہ (Sardhana) علاقے میں پیش آیا تھا۔ بھاؤنا نامی ایک ہندو لڑکی نے مسلم نوجوانوں ذیشان اور شاویز کے خلاف اغوا اور زبردستی تبدیل مذہب کرانے کا مقدمہ درج کرایا تھا۔ اس معاملے کو بجرنگ دل کے مقامی لیڈر نکول گجر نے بہت بڑے پیمانے پر اچھالا تھا اور میرٹھ میں احتجاج بھی کیا تھا۔

جب میرٹھ پولیس نے گہرائی سے تفتیش کی تو یہاں بھی معاملہ بالکل برعکس نکلا، بھاؤنا نے کورٹ میں دیئے گئے اپنے بیان کہا کہ وہ اپنی مرضی سے ذیشان کے ساتھ گئی تھی، اغوا یا زبردستی کا کوئی معاملہ نہیں تھا، نیز لڑکی نے بجرنگ دل کے دیگر کارکنوں اور نکول گجر پر الزام لگایا کہ انہوں نے اس پر دباؤ ڈال کر مسلم نوجوانوں کے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کرایا۔

ان دونوں واقعات میں مسلم نوجوانوں کے خلاف جھوٹے مقدمات (ایک میں لو جہاد/ اغوا اور دوسرے میں ریپ) درج کرائے گئے اور دونوں ہی معاملات میں نکول گجر نامی شخص کا مرکزی کردار تھا (2021 میں وہ باہر سے بجرنگ دل کے ممبر کے طور پر کودا تھا اور 2024 میں اس نے خود اپنے چچا کی لڑکی کو مہرہ بنا کر جھوٹا کیس کیا۔

نوٹ: مذکورہ واقعات کی پوری تفصیل بھارت کے میڈیا اداروں، پولیس کے آفیشل بیانات اور اخبارات کی رپورٹس میں موجود ہے۔

سی سی ٹی وی (CCTV) فوٹیج اور موبائل لوکیشنز سے یہ حقیقت واضح ہوئی کہ اغوا اور ریپ کا کوئی واقعہ سرے سے ہوا ہی نہیں تھا، بلکہ یہ من گھڑت ڈراما ایک گھناؤنی سازش کا نتیجہ ہے۔

میرٹھ پولیس کے مطابق: نکول گجر نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ساتھ مل کر عادل اور عبید کو پھنسانے کے لیے یہ پوری سازش تیار کی تھی۔ نکول نے اپنی چچازاد بہن کو دباؤ میں لے کر یا بہلا پھسلا کر مجسٹریٹ کے سامنے (دفعہ 164 کے تحت) ریپ کا جھوٹا بیان دلوا دیا۔ جب پولیس نے سختی کے ساتھ منطقی شواہد اور سی ٹی وی فوٹیج سامنے رکھے تو لڑکی ٹوٹ گئی اور اس نے اعتراف کیا کہ عادل اور عبید

نے اس کے ساتھ کچھ نہیں کیا بلکہ اس کے بھائی نکول اور دیگر نے اسے یہ جھوٹا کیس درج کرانے پر مجبور کیا تھا۔

سچائی سامنے آنے کے بعد میرٹھ پولیس نے دونوں مسلم نوجوانوں کو بے قصور قرار دیا اور جھوٹی ایف آئی آر درج کرانے، قانون کو گمراہ کرنے اور فرقہ وارانہ فساد برپا کرنے کی کوشش کے الزام میں نکول گجر اور اس کے ساتھیوں کے خلاف سخت دفعات کے تحت کیس درج کیا۔ پولیس نے واضح کیا کہ ذاتی دشمنی کو فرقہ وارانہ رنگ دینے اور قانون کا غلط استعمال کرنے والوں کو کسی قیمت پر بخشا نہیں جائے گا۔

تفتیش میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ عادل اور عبید کے ساتھ نکول گجر کا پرانا ذاتی اور مالی تنازع چل رہا تھا، جس کا بدلہ لینے اور انہیں سبق سکھانے کے لیے اس نے ریپ جیسے سنگین جرم کا جھوٹا سہارا لیا۔ ایک رپورٹ کے مطابق نکول گجر نے سمجھوتے کے نام پر دونوں مسلم لڑکوں سے 10 لاکھ روپے اینٹھنے کا بھی پلان بنایا تھا، جس میں سے لڑکی کو ایک بھاری رقم دینے کا وعدہ اور نوکری دلانے کا لالچ بھی دیا تھا۔

17　واضح ہو کہ اس سے قبل 2021 میں بھی نکول گجر نے دو مسلم نوجوانوں ذیشان، شاویز کو لوجہاد کے جھوٹے مقدمے پھنسانے کی کوشش کی تھی، یہ واقعہ اکتوبر 2021 میں میرٹھ کے سردھنہ (Sardhana) علاقے میں پیش آیا تھا۔ بھاؤنا نامی ایک ہندو لڑکی نے مسلم نوجوانوں ذیشان اور شاویز کے خلاف اغوا اور زبردستی تبدیل مذہب کرانے کا مقدمہ درج کرایا تھا۔ اس معاملے کو بجرنگ دل کے مقامی لیڈر نکول گجر نے بہت بڑے پیمانے پر اچھالا تھا اور میرٹھ میں احتجاج بھی کیا تھا۔

جب میرٹھ پولیس نے گہرائی سے تفتیش کی تو یہاں بھی معاملہ بالکل برعکس نکلا، بھاؤنا نے کورٹ میں دیئے گئے اپنے بیان کہا کہ وہ اپنی مرضی سے ذیشان کے ساتھ گئی تھی، اغوا یا زبردستی کا کوئی معاملہ نہیں تھا، نیز لڑکی نے بجرنگ دل کے دیگر کارکنوں اور نکول گجر پر الزام لگایا کہ انہوں نے اس پر دباؤ ڈال کر مسلم نوجوانوں کے خلاف جھوٹا مقدمہ درج کرایا۔

ان دونوں واقعات میں مسلم نوجوانوں کے خلاف جھوٹے مقدمات (ایک میں لو جہاد/ اغوا اور دوسرے میں ریپ) درج کرائے گئے اور دونوں ہی معاملات میں نکول گجر نامی شخص کا مرکزی کردار تھا (2021 میں وہ باہر سے بجرنگ دل کے ممبر کے طور پر کودا تھا اور 2024 میں اس نے خود اپنے چچا کی لڑکی کو مہرہ بنا کر جھوٹا کیس کیا۔

نوٹ: مذکورہ واقعات کی پوری تفصیل بھارت کے میڈیا اداروں، پولیس کے آفیشل بیانات اور اخبارات کی رپورٹس میں موجود ہے۔

ایسے حالات میں مسلمان کیا کریں؟

حالیہ برسوں میں جس طرح سوشل میڈیا کے ذریعہ افواہیں پھیلانے، فرضی آئی ڈیز بنا کر ماحول خراب کرنے، یا سستی شہرت اور سیاسی فائدے کے لیے مسلمانوں کو بدنام کرنے کے واقعات سامنے آئے ہیں، وہ یقیناً کسی بھی حساس شہری، خاص طور پر مسلمانوں کے لیے تشویش اور ذہنی بے چینی کا باعث ہیں۔ ایسے ماحول میں جب جذبات کو بھڑکانے اور اشتعال دلانے کی دانستہ کوششیں کی جا رہی ہوں، مسلمانوں کے لیے ایک پرامن اور حکمت عملی اپنانا انتہائی ضروری ہے۔ اسلامی تعلیمات، آئینی حقوق اور سماجی حکمت کے تناظر میں درج ذیل اقدامات بہت مددگار ثابت ہو سکتے ہیں:

1　**جذباتی ردِعمل سے گریز:** ایسی سازشوں کا سب سے بڑا مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ کوئی ایسا جذباتی ردِعمل حاصل کیا جائے جس سے ماحول مزید خراب ہو اور الزام دوبارہ مسلمانوں پر ہی آ جائے، کسی بھی اشتعال انگیز ویڈیو یا پوسٹ کو دیکھ کر فوری غصے میں آنے کے بجائے صبر کا مظاہرہ کرنا ہی دشمن کی چال کو ناکام بناتا ہے۔

2　**دانش مندی سے سوشل میڈیا کا استعمال:** آج کل سب سے زیادہ فتنہ واٹس ایپ، فیس بک اور ٹوئٹر (X) کے ذریعہ پھیلایا جاتا

اداریہ

ہے، اس لئے کسی بھی ایسی خبر، تصویر یا ویڈیو کو آگے شیئر نہ کریں جس سے برادری میں خوف یا غصہ پھیلے، جب تک کہ اس کی تصدیق نہ ہو جائے، کمنٹس سیکشن میں غیر ضروری بحث و تکرار یا سخت الفاظ کا استعمال کرنے سے گریز کریں، کیونکہ بسا اوقات سامنے والا اکاؤنٹ ایک ٹرول (Troll) یا بوٹ (Bot) ہوتا ہے جس کا کام ہی آپ کو مشتعل کرنا ہوتا ہے۔

3 **قانونی اور آئینی حقوق کا استعمال:** بھارت کا آئین ہر شہری کو تحفظ اور انصاف کا حق دیتا ہے، جب بھی کوئی ایسا واقعہ یا فرضی پروپیگنڈا سامنے آئے، قانون کو ہاتھ میں لینے کے بجائے فوری طور پر مقامی پولیس، سائبر سیل (Cyber Cell) میں شکایت درج کرائی جائے۔ آج کل کئی معتبر میڈیا ہاؤسز اور ویب سائٹس (جیسے Alt News، Boom Live وغیرہ) فیک نیوز کو بے نقاب کرتی ہیں۔ جیسے ہی سچ سامنے آئے، اسے زیادہ سے زیادہ شیئر کریں تاکہ پروپیگنڈا کرنے والوں کا چہرہ بے نقاب ہو، جیسے ایودھیا والے معاملے میں یو پی ایس ٹی ایف نے سچ کو ظاہر کیا۔

4 **بین المذاہب مکالمہ اور برادریوں سے روابط:** پروپیگنڈا وہیں کامیاب ہوتا ہے جہاں دلوں میں دوریاں ہوں۔ مسلمانوں کو اپنے آس پاس موجود دیگر مذاہب (ہندو، سکھ، عیسائی وغیرہ) کے سنجیدہ اور انصاف پسند لوگوں کے ساتھ تعلقات مضبوط کرنے چاہئیں۔ اپنے پڑوسیوں، ہم منصبوں اور مقامی سماجی کارکنوں سے جڑے رہیں۔ جب آپ کے غیر مسلم پڑوسی آپ کے اخلاق اور کردار سے واقف ہوں گے، تو وہ سوشل میڈیا کی کسی بھی افواہ پر آسانی سے یقین نہیں کریں گے، بلکہ مشکل وقت میں آپ کے ساتھ کھڑے ہوں گے۔

5 **تعلیم، معیشت اور کردار سازی پر توجہ:** سب سے پائیدار اور مضبوط حل یہ ہے کہ قوم اپنی توانائیاں مظلومیت کے احساس میں ضائع کرنے کے بجائے اپنے مستقبل کو سنوارنے میں لگائے۔ اپنے نوجوانوں کو تعلیم، کاروبار، ٹیکنالوجی، عدلیہ اور سول سروسز (IAS, IPS) کی طرف راغب کیا جائے تاکہ وہ نظام کا حصہ بن کر انصاف قائم کرنے میں مدد کر سکیں۔ تاریخ اسلام گواہ ہے کہ مسلمانوں کے اعلیٰ اخلاق اور حسنِ سلوک نے سخت سے سخت دشمنوں کے بھی دل جیت لیے۔ ہمارا کردار ایسا ہونا چاہیے جو جھوٹے پروپیگنڈے کو خود ہی جھوٹا ثابت کر دے۔

یقیناً موجودہ ملکی حالات پریشان کن ہیں پھر بھی ہمیں گھبرانے یا مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ہے، یہ دور "جذبات" کا نہیں بلکہ "حکمت اور بردباری" کا ہے، جب آپ پرسکون اور قانون کے دائرے میں رہ کر سچائی کا ساتھ دیں گے تو ایسی تمام فرضی اور نفرت انگیز سازشیں خود بخود دم توڑ دیں گی، ان شاء اللہ الرحمٰن۔

☐☐☐

ص ۱۵ کا بقیہ ....

وہ کر سکے کہ انہوں نے ان سب جھمیلوں کے ساتھ ہر رشتۂ محبت کو توڑ کر صرف خدا سے اپنا رشتہ جوڑا تھا۔ ان کے ہر عمل کی غایت اللہ کی خوشنودی اور رضامندی تھی، تو اللہ بھی ان سے خوش ہوا، اور اپنی خوشنودی کا ہر خزانہ ان کے لیے کھول دیا۔ قرآن نے اللہ والوں کی جماعت پیدا کی، جو اللہ ہی کے لیے کرتی اور چھوڑتی تھی، اللہ ہی کے لیے دیتی اور لیتی تھی اور اسی کے لیے جیتی اور مرتی تھی۔

مسلمانو! ربانی قوت کا یہ سرمایہ اب بھی تمہارے پاس ہے اور اللہ کے اس خزانۂ رحمت کی کنجی اب بھی تمہارے ہاتھ میں ہے۔ ہمت کرو اور ادب سے اس کے اوراق کھولو، اس کے معنوں کو سمجھو، اس کی باتوں پر یقین کرو اور اس کے حکموں کو مانو اور ان پر عمل کرو؛ پھر دیکھو کہ تم کہاں سے کہاں پہنچتے ہو۔

☐☐☐

یہ شمارہ آپ کو کیسا لگا؟ ہمیں اپنے تأثرات ضرور لکھیں، آپ کے تأثرات ماہنامہ سنی دنیا کے صفحات کی زینت بنیں گے، اگر آپ کاروباری ہیں تو رسالہ میں اپنے اشتہار دے کر اپنے کاروبار کو ترقی بھی دے سکتے ہیں۔

از: مفتی محمد صابر القادری فیضی*

قرآن کا اعجاز

دنیا کے ہر پیغمبر نے اپنی امت کے سامنے حیرت انگیز معجزے پیش کیے ہیں۔ حضرت نوح کی دعا نے عالم کو غرقاب کر دیا؛ حضرت شعیب اور حضرت لوط کی دعاؤں نے آتش فشاں پہاڑوں کے دہانوں سے آگ برسائی؛ حضرت موسیٰ کے معجزے نے فرعون کو بحر احمر کا طعمہ بنا دیا؛ عصائے موسیٰ کی کارفرمائی نے چٹانوں کی چھاتی سے پانی کا دودھ بہایا اور بحر احمر کے دو ٹکڑے کر دیئے؛ دمِ عیسیٰ نے جنم کے اندھوں کو بینا، کوڑھیوں کو چنگا کیا اور فرشِ موت کے سونے والوں کو جگایا اور قبروں کے مردوں کو باذنِ اللہ کہہ کر جلایا۔

یہ سب واقعات دنیا میں پیش آئے اور ختم ہو گئے۔ برق کا شرارہ تھا، دم میں چمکا اور بجھ گیا۔ لیکن ایک پیغمبر ایسا بھی آیا جس کے حیرت انگیز معجزے نے قوموں کو ہلاک کرنے کے بجائے انہیں حیاتِ تازہ بخشی؛ پتھر دلوں کو موم کیا؛ عقل کے اندھوں کو بینا کیا اور بنی آدم کی جمعیت کو غفلت و بے ہوشی کی نیند سے جگا کر ہوشیار، کفر و شرک کی ہلاکت سے بچا کر زندہ کیا۔ یہ حیرت انگیز واقعہ بجلی کی چمک کی طرح دفعۃً ظاہر ہو کر غائب نہیں ہو گیا؛ یہ ید بیضا، عصائے موسیٰ اور دمِ عیسیٰ کی طرح اپنے امکان اور وقوع میں فلسفیانہ موشگافیوں اور عقلی نکتہ سنجیوں کا محتاج نہیں؛ یہ روزِ روشن کی طرح واقعہ کی صورت میں ظاہر ہوا، اور ہزار سال تک ممتد و متواتر واقعیت بن کر دنیا اور اہلِ دنیا کے سامنے جلوہ گر رہا۔

محمد رسول اللہ ﷺ آخری دین اور آخری صحیفہ لے کر اور نبوت کی عمارت کی آخری اینٹ بن کر اس دنیا میں تشریف لائے، آپ کے بعد نہ کوئی نیا دین آنے والا تھا، نہ کوئی نئی کتاب اترنے والی اور نہ کوئی نئی نبوت مبعوث ہونے والی تھی، اس لیے ضرورت تھی کہ دوسرے انبیا علیہم السلام کی طرح آپ کا خاص معجزہ وقتی اور عارضی نہ ہو، بلکہ جب تک اس دنیا میں آپ کی نبوت کا نور چمکتا رہے، اس کی روشنی بھی قائم رہے۔

چنانچہ وقتی اور عارضی معجزوں کے علاوہ آپ کو ایک خاص معجزہ بخشا گیا جو قیامِ قیامت تک قائم اور باقی رہنے والا ہے۔ قرآن نے تحدی کی کہ میں اپنے رسول و پیغمبر کی صداقت کی گواہی ہوں؛ جن و انس مل کر بھی چاہیں تو مجھ جیسی کتاب، بلکہ مجھ جیسی کتاب کی ایک سورہ، بلکہ ایک آیت بھی بنا کر پیش نہیں کر سکتے۔ اس اعلان پر پوری چودہ صدیاں گزر چکی ہیں، مگر اب تک فضائے بسیط کے ہر گوشے میں اس کے جواب میں خاموشی چھائی ہے۔ یہاں بھی عقل و فلسفہ کی منطقیانہ نکتہ آرائیوں سے بچ کر تاریخ کے آئینے میں واقعیت کا چہرہ دیکھیں۔

قرآنِ پاک دنیا کی سب سے تاریک سرزمین میں، سب سے جاہل قوم پر اترا، جو علم و تمدن سے عاری، دولت و ثروت سے خالی، سامان و اسلحہ سے محروم اور ہر قسم کی دنیاوی اور مادی طاقت سے تہی مایہ تھی۔ قرآن نے تیرہ برس تک کبھی پہاڑوں کے غاروں سے اور کبھی پہاڑوں کی چٹانوں سے انسانیت کو آوازیں دیں۔ اس طویل مدت میں اس کی پکار کے جواب میں سبّ و شتم، سنگریزے اور پتھر، تیر و تبر اور تیغ و خنجر کی بارش ہوتی رہی، لیکن جونہی چودہویں برس کا چاند طلوع ہوا، اس کی روشنی ماہِ شب چہاردہم بن کر نمودار ہوئی اور چند سال کے عرصے میں دیکھا تو عرب کا گوشہ گوشہ بقعۂ نور بن گیا۔

قرآن کا سب سے بڑا تاریخی معجزہ یہ ہے کہ تیئیس برس کی تعلیم میں ایک ان پڑھ اور جاہل قوم کو دنیا کی عالم ترین اور متمدن ترین قوم بنا دیا، جس کی عظمت نے دنیائے قدیم کے دونوں بازو، قیصر و کسریٰ، کو توڑ دیا۔ چالیس برس کی مدت میں، جب خلافت

* مضمون نگار جامعہ عربیہ رحمانیہ، رحمٰن گنج ضلع بارہ بنکی کے سابق پرنسپل ہیں۔

راشدہ کا دور ختم ہوا، قرآن کے ماننے والے بحر ہند کے دہانے سے لے کر بحر اطلانتک کے ساحل تک پھیل چکے تھے؛ دنیا کی کایا پلٹ دی۔ تاریکی کی جگہ نور، جہالت کے بدلے علم، شرک و کفر کے بجائے خدا پرستی آئی۔ دنیا کی سب سے غریب و مفلس قوم سب سے بڑی دولت مند، سب سے نادان و جاہل و وحشی قوم سب سے بڑی عالم، علم پرور اور متمدن ہوگئی۔

دنیا کی سب سے ضعیف و کمزور قوم سب سے قوی اور سب پر غالب ہوگئی۔ وہ قوم جسے دنیا میں کبھی سیاسی عزت و جاہ وجلال نصیب نہیں ہوا تھا، اس نے دنیا کی شہنشاہی کا تاج اپنے سر پر رکھا۔ عرب وعجم، ترک و ویلم، حبش وزنگ، ہند وسندھ جس نے بھی قرآن کو اپنے سینے سے لگایا، اس نے فتح وظفر کا پرچم ہاتھ میں لیا، تخت شاہی اپنے دونوں پاؤں کے نیچے بچھایا اور حکومت کا تاج اپنے فرقِ شاہی پر رکھا۔ عربوں کی کیا بساط تھی؟ ویلم کو کون جانتا تھا؟ سلجوق سے کون واقف تھا؟ غور وخلج وتغلق کس شمار میں تھے؟ کرد کس گنتی میں تھے؟

خوارزم شاہی، اتابکی اور مصر کے بحری ممالیک اور ہندوستان کے ترکی غلاموں کی حیثیت کیا تھی؟ اور مٹھی بھر آوارہ گرد ترک قبیلے کا سردار عثمان خاں جس کی اولاد نے یورپ، ایشیا اور افریقہ، دنیا کے تین براعظموں پر چھ سو برس تک حکومت کی اسلام سے پہلے کیا تھا؟ مگر جب انہوں نے اپنی عقیدت کا سر قرآن کے آگے جھکایا تو دنیا کی شہنشاہیوں نے ان کے آگے اپنی گردنیں جھکا دیں۔ عربوں کا تمدن کیا تھا؟ افریقہ کے وحشیوں کا رتبہ کیا تھا؟ بربر کی بربریت کی داستانوں سے کون آگاہ نہ تھا؟ ترک وتاتار کی درندگی کے واقعات سے کس کے کان آشنا نہ تھے؟ مگر دیکھو کہ جب قرآن نے ان کے سر پر سایہ ڈالا تو انہی کے ہاتھوں سے عظیم الشان سلطنتوں کی بنیادیں پڑیں، بڑے بڑے متمدن شہر آباد ہوئے، علوم وفنون کی درسگاہیں کھلیں اور تمدن وتہذیب کے نقش ونگار اور آثار نمودار ہونے لگے۔

فلسفہ وعقل کی جلوہ آرائی ہوئی، علم وفن نے ترقی کی، بیسیوں نئے علوم اختراع ہوئے، پچھلے علوم نے رونقِ تازہ پائی اور ان کی برّی اور بحری تجارتوں نے دنیا کی منڈیوں پر قبضہ کرلیا، ان سب سے ماورا، اور مادہ و مادیات سے ہٹ کر، انسانی اخلاق و آداب نے اسی قرآن کی تعلیم و ہدایت سے تکمیل کا درجہ پایا، عدل وانصاف اور اخوت کے سبق از بر ہوئے اور اہلِ جہاں کی آنکھوں کو وہ منظر دکھایا گیا جسے آغازِ آفرینش سے آج تک انہوں نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

مغرب کی قوموں کو مشرق سے اور مشرق کی بستیوں کو مغرب سے ملا دیا اور حسب ونسب، قومیت و وطن، پستی و بلندی اور شاہی و گدائی کے ہر قسم کے نشیب وفراز کو مٹا کر قرآن والوں کو ایک برادری اور واحد قومیت بنا دیا، جس کا وطن دنیا کا ہر ملک اور جس کا مسکن دنیا کا ہر گوشہ تھا۔

باطل پرستی کے ہر طلسم کو توڑ دیا، بتوں کے ہیکل مسمار کر دئیے، ستارہ پرستی کا چراغ گل کر دیا، انسانی جانوں کی قربانی موقوف کردی، دختر کشی کی رسم کو بیخ وبن سے اکھاڑ کر پھینک دیا، عورتوں کو عزت، غلاموں کو آزادی اور غریبوں کو بشارت دی اور سب کے لیے صرف ایک ایمان اور عملِ صالح کو ہر قسم کی ترقیوں اور سعادتوں کا زینہ بنایا اور بتایا کہ انسانی سعادت کی شاہراہ غاروں، خلوتوں اور پہاڑوں سے ہو کر نہیں گزری ہے، بلکہ شہروں، بازاروں، مجمعوں اور انسانی بھیڑ بھاڑ کے اندر سے گزری ہے۔

حق کی نصرت، انسانوں کی بھلائی، یتیموں کی سرپرستی، غریبوں کی امداد، گرتوں کی دست گیری، مظلوموں کی فریادرسی اور غلاموں کی آزادی ہی نیکیوں کی جڑیں ہیں اور اس راہ میں ہر قسم کی جدوجہد، زحمت کشی ومحنت اور ایثار و قربانی اصل نفس کشی اور ریاضت ہے اور سب سے آخر میں اور سب سے بڑھ کر، اس نے مسلمانوں کو اللہ کے ایک آستانۂ قدس کے سوا دنیاوی قوت کے ہر آستانے سے بے نیاز کر دیا۔ خدائے قادر کی قدرت کے سوا ہر قدرت سے وہ بے نیاز اور ہر قوت سے وہ بے پروا ہوگئے۔

انہوں نے فرعونوں کو دریا میں ڈھکیل دیا، نمرودوں کے تخت الٹ دئیے، ہامانیوں کی سلطنتیں چھین لیں اور شدادیوں کی بہشت پر قبضہ کرلیا اور یہ سب کچھ اس لیے بقیہ ص ۱۳ ر پر

از: مولانا محمد اشفاق عالم امجدی*

محرم الحرام! بدعات و منکرات

محرم الحرام، جو اسلامی مہینوں میں ایک مقدس اور قابلِ احترام مہینہ شمار ہوتا ہے، اپنی روحانی عظمت اور تاریخی اہمیت میں بے مثال ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس میں صبر، قربانی، حق پر ڈٹے رہنے اور اہلِ بیتِ اطہار کی لازوال قربانیوں کا روشن سبق موجود ہے۔ مگر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ آج ہمارے معاشرے میں محرم الحرام اپنی اصل تقدیس اور روحانی وقار کے ساتھ منایا نہیں جاتا۔ جیسے ہی یہ مبارک مہینہ نمودار ہوتا ہے، اسی کے ساتھ ساتھ بے شمار غلط روایات، غیر شرعی اعمال اور ایسی رسومات جن کا دین سے کوئی تعلق نہیں، زور پکڑ لیتے ہیں۔

ماتمی جلوس، ڈھول، تاشے، نوحہ و ماتم، سینہ کوبی، لہولہان ہونا، سڑکوں پر ہنگامہ آرائی اور رات بھر شور و شرابہ ایسے مظاہر ہیں جو اصل دین کی تعلیمات سے دور لے جاتے ہیں۔ بعض مقامات پر نوجوان گروہوں کے ذریعہ تعزیے اٹھانے کے بہانے غیر اسلامی رقص و سرود، لاؤڈ اسپیکر کا شور اور عوامی مجالس میں بھی خلافِ شریعت حرکات دیکھنے میں آتی ہیں، جو نہ صرف دین کی روح کے منافی ہیں بلکہ معاشرتی تہذیب کے لیے بھی نقصان دہ ہیں، یہ نہایت تکلیف دہ حقیقت ہے کہ بعض لوگ اس مقدس مہینے کو اپنے جذبات کی حد تک محدود کر کے، رونا، چیخنا، کپڑے پھاڑنا اور سینہ کوبی کو مذہبی عبادت سمجھ بیٹھتے ہیں، گویا یہ سب اعمال ہی دین کی اصل تعلیمات ہیں۔

یہاں تک کہ بعض نام نہاد علما اور پیروں کی بھی رہنمائی عوام کو مزید غیر اسلامی سرگرمیوں میں ملوث کر دیتی ہے، جیسے تعزیے بنانا، میلوں اور کھیل تماشوں کا انعقاد اور بانس، کاغذ یا پنی کے مجسمے بنا کر ان پر چڑھاوے دینا۔ یہ سب کام اصل دین کی تعلیمات کے منافی ہیں، مگر عوام ان میں لذت اور تفریح پاتے ہوئے انہیں درست سمجھ بیٹھتی ہے اور بدقسمتی سے ایسے اعمال کو ثواب اور جنت کی ضمانت کے طور پر پیش کیا جاتا ہے۔ نہ خدا ہی ملا نہ وصالِ صنم نہ اِدھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے اس تمام صورت حال کے باوجود، سچائی اور حق کی روشنی ہر حال میں سر اٹھا کر بولتی ہے جو لوگ حق پر قائم رہتے ہیں، وہ فرقہ وارانہ غلط فہمیوں اور رواجی خرافات کے باوجود دین کی اصل روح کو پہچان لیتے ہیں۔

محرم الحرام ہمیں صبر، استقامت، قربانی اور دین کی حقیقی تعلیمات کو سمجھنے کی دعوت دیتا ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس مقدس مہینے کو اس کی اصل تقدیس اور روح کے مطابق منایا جائے، غلط روایات اور غیر شرعی اعمال کو ترک کیا جائے، اور نئی نسل کو صحیح راستہ دکھایا جائے۔ اسی طرح ہم نہ صرف اہلِ بیت کی تعلیمات کی پاسداری کریں گے بلکہ اپنے دین اور معاشرت کو بھی حقیقی معنوں میں محفوظ رکھ سکیں گے۔

محرم الحرام اور تعزیہ داری

سیدی سرکار اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت شاہ امام احمد رضا خاں محدث بریلوی علیہ الرحمہ فرماتے کہ "اب کہ تعزیہ داری اس طریقہ نامرضیہ کا نام ہے قطعاً بدعت و ناجائز و حرام ہے۔" بعض لوگ کہتے ہیں کہ تعزیہ بنانا جائز ہے گھمانا ناجائز ہے، اس کا بھی اعلیٰ حضرت نے واضح رد فرمایا اور تعزیہ بنانے سے بھی منع کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

> "مگر اب اس نقل میں بھی اہل بدعت سے ایک مشابہت اور تعزیئے داری کی تہمت کا خدشہ اور آئندہ اپنی اولاد و اہل اعتقاد کے لئے ابتلا بدعت کا اندیشہ ہے۔ لہٰذا روضہ اقدس حضور سید الشہدا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایسی تصویر بھی نہ بنائے۔" (فتاویٰ رضویہ، جلد ۲۴ صفحہ ۵۱۴)

* مضمون نگار جامعہ مصباح العلوم کدمتلی، مالدہ، بنگال کے استاذ ہیں۔

سیدی اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز نے ان گنت مقامات پر مروجہ تعزیہ داری کو ناجائز، حرام اور گناہ قرار دیا ہے بلکہ اس موضوع پر پورا ایک رسالہ بھی تصنیف فرمایا جس کا نام ہے: "اعالی الإفادہ فی تعزیۃ الھند و بیان الشھادۃ" مفتی اعظم ہند علامہ شاہ مصطفیٰ رضا خان علیہ رحمہ فرماتے ہیں: تعزیئے داری شرعاً ناجائز ہے۔ (فتاویٰ مصطفویہ، صفحہ ٥٣٤ مطبوعہ رضا اکیڈمی)

صدر الشریعہ بدر الطریقہ علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ تعزیہ داری اور اس کے ساتھ جگہ جگہ جو خلاف شرع حرکات و بدعات رائج ہیں، ان کا ذکر کر کے لکھتے ہیں" یہ سب محض خرافات ہیں ان سب سے حضرت سیدنا امام حسین رضی تعالیٰ عنہ خوش نہیں ہیں" چند سطر آگے لکھتے ہیں" یہ واقعہ تمہارے لئے نصیحت تھا اور تم نے اس کو کھیل تماشا بنا لیا۔" (بہار شریعت حصہ ١٦ صفحہ ٢٤٨)

فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی جلال الدین امجدی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:" ہندوستان میں جس طرح کے عام طور پر تعزیے داری رائج ہے وہ بیشک حرام و ناجائز و بدعت سیئہ ہے۔" (فتاوی فیض الرسول جلد ۲ صفحہ ٥٦٣، حوالہ محرم میں کیا جائز کیا ناجائز؟ صفحہ ١٨)

محرم الحرام اور ناجائز رسومات

مزید سرکار اعلیٰ حضرت ناجائز رواجات کو ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ: عَلَم، تعزیے، مہندی، ان کی منت، گشت، چڑھاوا، ڈھول، تاشے، مجیرے، مرثیے، ماتم، مصنوعی کربلا کو جانا، عورتوں کا تعزیے دیکھنے کو نکلنا، یہ سب باتیں حرام و گناہ و ناجائز و منع ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ٢٤ صفحہ ٤٩٩ مطبوعہ رضا فاونڈیشن لاہور)

محرم الحرام میں ناجائز رواجات و رسومات سے متعلق کیے گئے سوالات پر حضور اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا جواب

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و خلیفہ مرسلین مسائل ذیل میں: (۱) بعض سنت جماعت عشرہ دس محرم الحرام کو نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔ (۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اُتارتے ہیں۔ (۳) ماہ محرم میں بیاہ شادی نہیں کرتے ہیں۔ (۴) ان ایّام میں سوائے امام حسن و امام حسین رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہما کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ الجواب: پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہو سکتی ہے، واللّٰہ تعالیٰ اعلم۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ٢٤ صفحہ ٤٨٩ مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

محرم الحرام اور مستحب اعمال

مومنوں کو محرم الحرام کے دس دنوں میں کیا کرنا چاہیے اس تعلق سے حضور اعلیٰ حضرت ایک جواب تحریر فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو ان ایام میں صدقات و خیرات و میراث و حسنات کی کثرت چاہیے خصوصاً روزے خصوصاً روز عاشورا کا کہ سال بھر کے روزوں کا ثواب اور ایک سال گزشتہ کے گناہوں کی معافی ہے "کما ثبت فی الحدیث الصحیح" (جیسا کہ صحیح حدیث سے ثابت ہے) اور بہتر یہ ہے کہ نویں دسویں دونوں کا روزہ رکھے۔ لقولہ صلی اﷲ تعالیٰ علیہ وسلم لئن بقیت الی قابل لاصومن التاسع۔ ترجمہ: اس لئے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر میں آئندہ سال میں زندہ رہا تو ضرور میں نو تاریخ کا بھی روزہ رکھوں گا۔ حضرت شہزادہ گلگوں قبا امام حسین شہید کربلا و دیگر شہدائے کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نام پاک پر جس قدر ہو سکے تصدق و ایصال ثواب کریں بلکہ ان روزوں وغیرہا تمام حسنات کا ثواب اسی جناب گردوں قباب کی نذر کریں گرمیوں میں ان کے نام پر شربت پلائیں جاڑے میں چائے پلائیں اور نیک نیت پاک مال سے شربت چائے کھانے کو جتنا چاہیں لذیذ و بیش قیمت کریں سب خیر ہے کھچڑا پلاؤ فرنی جو چاہیں اور بے وقت میسر ہو برادری میں بانٹیں محتاجوں کو کھلائیں اپنے گھر والوں کو کھلائیں نیک نیت سے، سب ثواب ہے۔

حکیم الامت علامہ مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ والرضوان فرماتے ہیں:" محرم کی نویں اور دسویں کو روزہ رکھے تو بہت ثواب پاوے گا، بال بچوں کے لیے دسویں محرّم کو خوب اچھے اچھے کھانے پکائے تو ان شاء اللہ عزوجل سال بقیہ ص ۴۴ پر

از: ڈاکٹر فیض احمد چشتی *

ماہِ محرم الحرام اور یوم عاشورہ کے فضائل ومسائل

اسلام میں سن ہجری کا آغاز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی مناسبت سے ہوا ہے، اسلامی کینڈر کا پہلا مہینہ محرم الحرام کا ہے۔ ماہ سال ہر لحظہ وساعت اللہ عزوجل کے بنائے ہوئے ہیں اور قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر ان ماہ وسنین کا ذکر آیا ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اِن ماہ وایام اور لیل ونہار کو ایک دوسرے پر فضیلت وبرتری بخشی ہے۔ مقصد اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے بندے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے امتی اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان انعامات واحسانات اور فضائل وبرکات کو اپنے دامن میں سمیٹ سکیں اور اس کی تاکید خود قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمادی ہے فرمایا ''اُن کو اللہ کے دنوں کی یاد دلاؤ'' اب اللہ عزوجل جب دنوں کی یاد دلانے کی تاکید فرما رہے ہیں وہ دن ہیں کہ جن دنوں میں اللہ عزوجل نے اپنے بندوں پر اپنے انعامات واحسانات فرمائے ہیں۔

اب ان انعامات واحسانات کو یاد کرنے اور اُن پر خوش ہونے کے مختلف طریقے ہیں۔ محرم کے لغوی عظمت والا، لائق احترام، حرام کردہ کے آتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ کائنات کے حسن کا راز یہ ہے کہ تمام اشیاء رنگ وبو کے اعتبار سے نفع ونقصان کے لحاظ سے صورت وشکل کے اعتبار سے ایک دوسرے سے مختلف ہیں، جنس کے اتحاد کے باوجود اسی اختلاف میں ان کا جمال اور ان کی نافعیت اور جامعیت پہناں ہے، آفتاب میں جو تیزی اور حدت ہے وہ ماہتاب میں نہیں پائی جاتی، ستاروں میں جو جمال نظر آتا ہے دوسرے سیاروں میں وہ تابنا کی نہیں ہیں اور مرتبہ ومقام کے لحاظ سے بھی تمام خطوں میں یکسانیت نہیں ہے، جو مقام ومرتبہ مسجد کے حصے کو حاصل ہے عام جگہ اس سے محروم ہیں، حرمین شریفین کو جو امتیازی حیثیت حاصل ہے وہ دوسرے علاقے کا مقدر نہیں، ٹھیک اسی طرح ربِ کائنات نے زمانوں اور لمحات میں بھی انفرادی شان رکھی ہے، ایک کو دوسرے پر فوقیت عطا کی ہے اور مرتبے کے اعتبار سے اور برکتوں اور سعادتوں کی دولت کے لحاظ سے، کچھ ایام کو دوسرے ایام پر، کچھ مہینوں کو دوسرے مہینوں پر فضیلت اور امتیازی مقام اور انفرادی شان حاصل ہے۔

چنانچہ سال کے بارہ مہینوں میں چار مہینے ذوالقعدہ، ذوالحجہ محرم اور رجب اپنی ذات کے اعتبار سے دوسرے مہینوں پر فضیلت اور حیثیت رکھتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی رحمت ان ایام میں جوش میں ہوتی ہے، ان لمحات میں برکتوں کی بارش میں موسلا دھار ہوجاتی ہے، توبہ کے دروازے کھل جاتے ہیں، مغفرت کی گھٹائیں ہر سو چھا جاتی ہیں۔ مختلف ادیان وملل خوشیوں کا اظہار مختلف انداز سے کرتے ہیں مسلمانانِ عالم اپنے رب کے احسانات وانعامات کے حصول پر اس کے حضور سجدہ ریز ہوجاتے ہیں، تلاوت قرآن مجید سے اپنے رب کو یاد کرتے ہیں۔ تسبیح وتحمید اور تہلیل سے اپنی زبانوں کو تر کرتے ہیں۔ اس کے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ بابرکات پر درود وسلام کے نذرانے پیش کرتے ہیں اس کے اصحاب اور ان کی طیب وطاہر اہل بیت رضی اللہ عنہم اجمعین کے تذکروں سے اپنی آنکھوں کو نم کرتے ہیں، اسی حوالے سے یہ ماہ محرم الحرام بھی فضیلتوں بھرا مہینہ ہے۔

سال میں بارہ مہینوں کا تقرر کسی انسان کی کوشش کا نتیجہ نہیں بلکہ جس دن سے اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان کو پیدا کیا اسی دن سے سال کے بارہ مہینہ مقرر فرمائے، چنانچہ اللہ کریم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: بے شک مہینوں کی گنتی اللہ کے

نزدیک بارہ مہینے ہیں اللہ کی کتاب میں جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے ان میں سے چار حرمت والے ہیں یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو اور مشرکوں سے ہر وقت لڑو جیسا وہ تم سے ہر وقت لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔ (سورۃ التوبہ آیت 36)

قمری یعنی اسلامی سال کا آغاز محرم الحرام کہ مہینہ سے ہوتا ہے محرم کو محرم اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس ماہ میں جنگ وقتال حرام ہے۔ یہ مہینہ چار حرمت والے مہینوں میں سے ایک ہے اس مہینہ کی عظمت زمانہ جاہلیت میں یوں تھی کہ لوگ اس مہینہ میں جنگ وجدال اور قتل وغارت گری سے اجتناب کرتے تھے اور اسلام نے اسے برقرار رکھا۔ یہ مہینہ انتہائی فضیلت وعظمت اور عزت وبرکت والا مہینہ ہے اس مہینہ کو تاریخ عالم اور تاریخ اسلام سے ایک خاص نسبت حاصل ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلم کے فرامینِ مبارکہ نے اس مہینہ کی عظمت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔ اس ماہ مبارک میں روزوں کا بہت زیادہ ثواب ہے حدیث پاک میں آتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے ارشاد فرمایا: محرم الحرام کے ہر دن کا روزہ ایک ایک ماہ کے برابر ہے۔ (معجم صغیر جزء2 صفحہ 71)

حضرت ابوہریرہ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ سے روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم فرماتے ہیں: رمضان کے بعد محرم کا روزہ افضل ہے اور فرض کے بعد افضل نماز رات کے نوافل ہیں۔ (مسلم کتاب الصیام، باب فضل صوم المحرم حدیث نمبر 1163)

حضرتِ ابن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے یہود کو عاشورا کے دن کا روزہ رکھتے دیکھ کر پوچھا کہ تم اس دن روزہ کیوں رکھتے ہو؟ انہوں نے کہا: یہ ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو فرعون اور اس کی قوم پر غلبہ عطا فرمایا تھا لہٰذا ہم تعظیماً اس دن کا روزہ رکھتے ہیں، اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام سے تمہاری نسبت زیادہ قریب ہیں چنانچہ آپ نے بھی اس دن کا روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ (مسلم، کتاب الصیام، باب صوم یوم عاشوراء حدیث نمبر 1130)

عاشورا کے دن کے ساتھ بہت سی باتیں مخصوص ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں: اس دن اللہ تعالیٰ نے حضرتِ آدم علیہ السلام کی اجتہادی خطا سے درگزر کیا، اسی دن انہیں پیدا کیا گیا، اسی دن انہیں جنت میں داخل کیا گیا۔ اسی دن عرش، کرسی، آسمان، زمین، سورج، چاند، ستارے اور جنت پیدا کیے گئے، اسی دن حضرتِ ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن انہیں آگ سے نجات ملی۔ اسی دن حضرتِ موسیٰ علیہ السلام اور آپ کی امت کو نجات ملی اور فرعون اپنی قوم سمیت غرق ہوا۔ اسی دن حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام پیدا کیے گئے، اسی دن انہیں آسمانوں کی طرف اٹھایا گیا۔ اسی دن حضرتِ اِدریس علیہ السلام کو مقامِ بلند کی طرف اٹھایا گیا۔ اسی دن حضرتِ نوح علیہ السلام کی کشتی کوہِ جودی پر ٹھہری۔ اسی دن حضرتِ سلیمان علیہ السلام کو مُلکِ عظیم عطا کیا گیا۔ اسی دن حضرتِ یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ سے نکالے گئے، اسی دن حضرتِ یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹائی گئی۔ اسی دن حضرتِ یوسف علیہ السلام گہرے کنوئیں سے نکالے گئے، اسی دن حضرتِ ایوب علیہ السلام کی تکلیف رَفْع کی گئی۔ آسمان سے زمین پر سب سے پہلی بارش اسی دن نازل ہوئی اور اسی دن کا روزہ امتوں میں مشہور تھا یہاں تک کہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس دن کا روزہ ماہِ رمضان سے پہلے فرض تھا پھر منسوخ کر دیا گیا اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ سلم نے ہجرت سے پہلے اس دن کا روزہ رکھا۔

جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپ نے اس دن کی جستجو کی تاکید کی تا آنکہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے آخر عمر شریف میں فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو آئندہ نویں اور دسویں کا روزہ رکھوں گا مگر آپ نے اسی سال وِصال فرمایا اور دسویں کے علاوہ روزہ نہ رکھا مگر آپ نے اس دن یعنی نویں اور دسویں اور گیارہویں محرم کے دنوں میں روزہ رکھنے کو پسند فرمایا۔ (مکاشفۃ القلوب) حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی

اللہ علیہ وآلہ سلم نے عاشوراء کے دن خود روزہ رکھا اور اس کے رکھنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔ (بخاری، حدیث 2004)

حضرت سیدنا ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا مجھے اللہ تعالی پر گمان ہے کہ عاشوراء (یعنی دسویں محرم) کا روزہ ایک سال پہلے کے گناہ مٹا دیتا ہے۔ (مسلم، کتاب الصیام، حدیث:1162) احادیث مبارکہ میں بہت سارے ایسے اعمال بیان کیے گئے ہیں جن پر عمل کی برکت سے رزق میں برکت ہوتی ہے ہمیں چاہیے کہ ایسے اعمال کو اپنا کر رزق مین برکت کے حق دار بنیں چنانچہ حدیث مبارکہ میں آتا ہے جس نے عاشورا کے روز اپنے گھر میں رزق کی فراخی کی اللہ پاک اس پر سارا سال فراخی فرمائے گا۔

(معجم اوسط، ج:6،صفحہ 432)

اسلام کی آمد کے بعد بھی اس ماہ کی حرمت وعظمت کو اس کے سابقہ حالت میں برقرار رکھا گیا کہ یہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت اسماعیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے باقیات میں سے تھے جس کو لوگ اپناتے آرہے تھے، چنانچہ حدیث میں اس ماہ کو" شھر اللّٰہ - اللہ کا مہینہ ۔" (مسلم باب فضل صوم المحرم، حدیث: ۲۸۱۳) قرار دیا گیا ہے۔ امام نووی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ: اس روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے ماہِ محرم کو اللہ عزوجل کا مہینہ قرار دیا ہے جو اس کی عظمت اور تقدس کو بتلانے کے لیے کافی ہے؛ چونکہ اللہ عزوجل اپنی نسبت صرف اپنے خصوصی مخلوقات کے ساتھ ہی فرماتے ہیں۔

(شرح النووی علی مسلم: ۸/ ۵۵)

ماہِ محرم الحرام سے اسلامی سال نو کی ابتدا ہوتی ہے، زمانے جاہلیت میں لوگ اپنے فوائد منافع کی خاطر مہینوں کو آگے پیچھے کیا کرتے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے حج الوداع کے موقع سے یہ اعلان کر دیا کہ اللہ عزوجل نے جب سے آسمان وزمین کو پیدا فرمایا ہے اسی دن سے اس نے مہینوں کی ترتیب و تنظیم قائم کر دی، چنانچہ آیت ہے" بے شک مہینوں کی تعداد اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں جب سے اس نے زمین وآسمان کو پیدا کیا۔" (سورۃ التوبہ ۳۶)

اسلامی تاریخ جس کو ہجری تاریخ کہا جاتا ہے، روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب سے پہلے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں اس کی بنیاد رکھی گئی اور یہ تاریخ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مشورے سے طے پائی تھی، چنانچہ علامہ ابن اثیر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ صحیح اور مشہور یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہجری تاریخ کی بنیاد رکھی، اس کی وجہ یہ بنی کہ حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ آپ کی طرف سے خطوط موصول ہوتے ہیں؛ مگر اس پر تاریخ لکھی نہیں ہوتی ہے، یہ پتا نہیں چلتا کہ یہ خط کب کا لکھا ہوا ہے، اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے مشورہ فرمایا، بعض حضرات نے مشورہ دیا کہ نبوت کے سال سے تاریخ لکھی جائے بعض نے سال ہجرت کا اور بعض نے وفات کے سال کا مشورہ دیا؛ مگر اکثر کی رائے یہ تھی ہجرت سے ہی اسلامی تاریخ کی ابتدا ہو، چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی پر فیصلہ دیا۔

(الکامل فی التاریخ ۱/ ۹، دار الکتاب العربی)

کیوں کہ ہجرت نے ہی حق اور باطل کے درمیان حد فاصل کا کام کیا، بعض روایتوں میں ہے کہ پھر ان لوگوں نے کہا کہ کس مہینے سے ابتدا ہو تو بعض نے کہا: رمضان سے، بعض نے محرم سے؛ کیونکہ لوگ اس مہینے میں حج سے واپس ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ یہ محترم اور معزز مہینہ ہے۔ (الکامل فی التاریخ ۱/ ۱۰) اس کے علاوہ ماہِ محرم سے سال کی ابتدا کی وجہ یہ بھی بتائی گئی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے ہجرت کا جو عزم و ارادہ فرمایا تھا وہ محرم میں ہی فرمایا تھا، البتہ ہجرت عملی طور پر ماہ ربیع الاول میں ہوئی۔ (فتح الباری ۷/ ۲۶)

بڑا افسوس ہوتا ہے کہ قمری ماہ وسال اور تاریخ جس پر ہماری ساری عبادتیں اور ہماری عیدیں اور خصوصی فضیلت کے حامل ایام موقوف ہیں مثلاً رمضان، عید، حج کے ایام، محرم، شب برأت کے روزے، عشرہ ذی الحجہ کے اعمال یہ سارے کے سارے امور قمری تاریخ سے متعلق ہیں، آج ہم نے قمری تاریخ کو بالکل

اسلامیات

فراموش کر دیا ہے، شمسی تاریخ سے اپنے امور میں مدد ضرور لیجیے، لیکن قمری تاریخ سے بے اعتنائی یہ ہماری غیرت قومی اور حمیت ایمانی اور ملی دیوالیہ پن ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا: سب سے زیادہ فضیلت والے روزے رمضان کے روزوں کے بعد اللہ کے مہینہ محرم الحرام کے روزے ہیں۔

(مسلم شریف، باب فضل صوم المحرم، حدیث ۲۸۱۳)

نعمان بن سعد، علی رضی اللہ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ کسی نے ان سے پوچھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم رمضان کے علاوہ کون سے مہینے کے روزے رکھنے کا حکم فرماتے ہیں، حضرت علی نے فرمایا: میں نے صرف ایک آدمی کے علاوہ کسی کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم سے سوال کرتے ہوئے نہیں سنا، میں اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کی خدمت میں حاضر تھا، اس نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ مجھے رمضان کے علاوہ کون سے مہینے میں روزے رکھنے کا حکم دیتے ہیں؟ فرمایا: اگر رمضان کے بعد روزہ رکھنا چاہیے تو محرم کے روزے رکھا کرو؛ کیونکہ یہ اللہ کا مہینہ ہے اس میں ایک ایسا دن ہے جس میں اللہ تعالی نے ایک قوم کی توبہ قبول کی تھی اور اس دن دوسری قوم کی بھی توبہ قبول کرے گا۔ (ترمذی: صوم المحرم، حدیث ۷۴۱)

اس حدیث میں مکمل مہینہ کے روزوں کے استحباب کو بتلانا ہے۔ اس لیے اس مہینہ میں روزہ رکھنے کا اہتمام کیا جائے۔ (مرعاۃ المفاتیح، ۷/۴۳، الجامعۃ السلفیۃ بنارس) ماہِ محرم کی دسویں تاریخ کو "عاشورہ" کہتے ہیں، "عاشورہ" یہ عشر سے ماخوذ ہے، اس سے مراد محرم الحرام کی دسویں تاریخ ہے۔ بطور مبالغہ کے "عاشورہ" "فاعولا" کے وزن پر استعمال کیا گیا۔ اس کے علاوہ یوم عاشورہ سے انبیاء علیہم السلام کی خصوصی وابستگی اور ان کی حیات سے متعلق اہم واقعات کا اس روز میں پیش آنا، یوم عاشورہ کی فضیلت کی بین دلیل ہے۔

چنانچہ صاحب عمدۃ القاری یوم عاشورہ سے متعلق وقائع کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: عاشورہ کے دن حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق ہوئی، اسی دن وہ جنت میں داخل کیے گئے۔ اور اسی دن ان کی توبہ قبول ہوئی، اسی دن حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی بھی جبل جودی پر آٹھہری، اسی دن حضرت ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے، اسی دن نمرود کی دہکتی ہوئی آگ میں ڈالے گئے، اسی دن حضرت موسی علیہ السلام اور ان کی قوم بنی اسرائیل کو فرعون کے مظالم سے نجات ملی اور فرعون اپنے لشکر کے ساتھ دریائے نیل میں غرق ہوگیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کو ان کی بیماری سے شفاء نصیب ہوئی، حضرت ادریس علیہ السلام کو اسی دن آسمانوں کی جانب اٹھالیا گیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ملک کی عظیم بادشاہت نصیب ہوئی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی لوٹ آئی، اسی دن حضرت یوسف علیہ السلام کنویں سے نکالے گئے، حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ نکالا گیا، حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت اسی دن ہوئی اور اسی دن آسمانوں کے جانب اٹھالئے گئے۔ (عمدۃ القاری شرح البخاری، ۷/۸۹)

بے شمار فضائل یوم عاشورہ سے متعلق ہیں، جس سے یوم عاشورہ کی اہمیت کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ عاشورہ کے روزے بے انتہا فضیلت کے حامل ہیں، چنانچہ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا: یوم عاشورہ کے روزے کے تعلق سے امید کرتا ہوں کہ وہ پچھلی سال کے گناہوں کا کفارہ ہوجائیں گے۔ (ترمذی: الحث علی صوم یوم عاشوراء، حدیث: ۷۵۲) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم کسی دن روزہ کا ارادہ کرتے ہوں اور اس دن کو کسی دوسرے دن پر فضیلت دیتے ہوں۔ مگر اس دن یعنی یومِ عاشوراء کو اور اس مہینہ یعنی ماہ رمضان کو دوسرے دن اور دوسرے مہینہ پر فضیلت دیتے تھے۔

(بخاری: باب صیام یوم عاشوراء حدیث نمبر ۱۹۰۲)

بنی اسرائیل فرعون اور اس کے ظلم وستم سے نجات کی خوشی میں یوم عاشورہ کا روزہ رکھا کرتے تھے، حضرت موسی علیہ السلام کے دور سے ان کا یہ معمول تھا، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم مدینہ تشریف لائے تو یہودیوں کو اس دن روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو اس روزہ کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے بتلایا کہ ہم موسی

اسلامیات

علیہ السلام اور بنی اسرائیل کے فرعون سے نجات کے شکرانے میں یہ روزہ رکھتے ہیں، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا: ہم موسی علیہ السلام کی موافقت کرنے کے زیادہ حق دار ہیں۔

(مسلم: باب صوم یوم عاشوراء، حدیث ۲۷۱۲)

لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے یہودیوں کے ساتھ مشابہت نہ رہے اس کے لیے فرمایا کہ دسویں محرم الحرام کے روزہ کے ساتھ نویں یا گیارہویں کا روزہ بھی ملالیا جائے، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے عاشورا کے دن روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم یہ تو وہ دن ہے جو یہود و نصاری کے ہاں بڑا با عظمت ہے اور چونکہ یہود و نصاری کی مخالفت ہمارا شیوہ ہے؛ لہٰذا ہم روزہ رکھ کر اس دن کی عظمت کرنے میں یہود و نصاری کی موافقت کیسے کریں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے فرمایا اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو نویں تاریخ کو ضرور روزہ رکھوں گا۔

(مسلم، حدیث نمبر ۱۱۳۴)

اسی مشابہت سے بچنے کے لیے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: نویں اور دسویں کا روزہ رکھو اور یہود کی مخالفت کرو۔ (ترمذی، حدیث: ۷۵۵) مسند البزار میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم نے عاشورا کے روزے کے تعلق سے فرمایا: یہ روزے رکھو، یہودیوں کی مخالفت کرو اور اس سے ایک دن پہلے یا اس کے ایک دن بعد بھی روزہ رکھو۔ (مسند بزار، مسند ابن عباس، حدیث: ۵۲۳۸)

محقق علامہ ابن ہمام علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ عاشورے کے دن روزہ رکھنا مستحب ہے؛ مگر اس کے ساتھ ہی عاشورہ سے ایک دن پہلے یا ایک دن بعد میں بھی روزہ رکھنا مستحب ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ صرف عاشورا کے دن روزہ رکھنا مکروہ ہے؛ کیونکہ اس سے یہود کے ساتھ مشابہت لازم آتی ہے۔

(مرقاۃ المفاتیح: باب صیام التطوع: ۴/ ۱۴۱۲)

رمضان کے روزوں کی فرضیت سے پہلے عاشورہ کا فرض تھا؛ لیکن رمضان کی روزوں کی فرضیت نازل ہونے کے بعد محرم کے روزہ کو مستحب قرار دیا گیا اور اس کی فرضیت منسوخ ہوگئی، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں قریش زمانہ جاہلیت میں عاشورہ کے دن روزہ رکھتے تھے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ سلم بھی روزہ رکھتے تھے جب مدینہ منورہ آئے تو وہاں خود اس کا روزہ رکھا۔ اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔ جب رمضان کے روزے فرض ہوئے، تو عاشورہ کے دن روزہ رکھنا چھوڑ دیا۔ جس کی خواہش ہوتی اس دن روزہ رکھتا اور جس کی خواہش نہ ہوتی اس دن روزہ نہ رکھتا۔

(بخاری: سورۃ البقرۃ: حدیث ۴۲۳۴)

ان احادیث کی روشنی میں عاشورہ کے روزہ کی فضیلت اور اس کا مستحب ہونا اور رمضان کے روزوں کے بعد اس کی فرضیت کا منسوخ ہونا معلوم ہوا؛ لہٰذا اب دسویں محرم کا روزہ نویں یا گیارہوں کو ملا کر رکھنا مستحب ہے۔ محرم الحرام عظمت و برکت والا مہینہ ہے اور اس مہینہ میں روزوں کی فضیلت ہے بالخصوص عاشورہ کے روزہ کی، اللہ پاک کی بارگاہ میں دعا ہے کہ ہمیں اس مہینہ کی برکت و فضیلت سے مالا مال فرمائے، آمین۔

ماہِ محرّم الحرام یا کسی بھی مہینے میں نکاح کرنا

آج کل رافضیوں اور بعض ان کے ہمنوا لوگوں نے اس مسئلہ کو لے کر اہلِ اسلام کو ایموشنل بلیک میل کرتے ہوئے مسلمانانِ اہل سنّت کے خلاف ہفوات کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے گزشتہ سال فقیر نے اس موضوع پر تفصیل سے لکھا تھا، اب اس میں مزید کچھ اضافہ جات پیشِ خدمت ہیں اہلِ علم کہیں غلط پائیں تو فقیر کو ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ درستگی کی جاسکے جزاکم اللہ خیرا آمین۔ یہ ایک شرعی مسلہ ہے شرعی مسلے کو شریعت کی روشنی میں دیکھیں اسے کسی تعصب کی نظر نہ کریں باقی احترام دس محرم الحرام مدِنظر رہے کیونکہ اس دن اہل بیت اطہار اور سیّدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ اور آپ کے رفقا رضی اللہ عنہم کی عظیم شہادتیں ہوئی ہیں۔

جس چیز کے بارے میں کوئی مخصوص حکم نہ ہو تو وہ کام

اصل کے اعتبار سے مباح ہوتا ہے اور علمائے کرام کے مابین یہ متفق علیہ قاعدہ ہے کہ عادات میں جب تک حرمت کی دلیل نہیں ملتی تو اصل جواز ہی ہے، چنانچہ کتاب وسنت، اجماع، یا قیاس، اور آثار وغیرہ میں ایسی کوئی بات نہیں ملتی جو ماہِ محرم میں نکاح وغیرہ سے مانع ہو، اس لئے اباحتِ اصلیہ کی بنا پر ماہِ محرم یا کسی بھی ماہ میں نکاح جائز ہے۔ اس بارے میں علمائے کرام کا کم از کم اجماعِ سکوتی ہے کہ ہمیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، ائمہ کرام علیہم الرحمہ اور ان کے علاوہ دیگر متقدمین یا متاخرین میں سے کوئی بھی ایسا عالم نہیں ملا جو اس ماہ میں شادی، بیاہ، اور منگنی کو حرام یا کم از کم مکروہ ہی سمجھتا ہو۔

لہٰذا اگر کوئی منع کرتا ہے تو اس کی تردید کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس کے پاس کوئی دلیل نہیں ہے اور علمائے کرام میں سے کوئی بھی اس کے موقف کا قائل نہیں ہے، ہاں احترام دس محرم الحرام مدنظر رہنا چاہئے۔ امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا سے شادی اسی ماہِ مبارک میں ہوئی، اگرچہ اس قول کے علاوہ دیگر اقوال بھی ملتے ہیں۔ (تاریخ مدینۃ الدمشق لابن عساکر، ۳/ ۱۲۸، دار الفکر)

حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ اور حضرت سیّدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح سنہ ۲ ہجری میں ہوا؛ البتہ اس میں اختلاف ہے کہ مہینہ کون سا تھا، تو اس میں تین طرح کے اقوال ملتے ہیں، محرم الحرام، صفر المظفر اور ذوالحجہ۔ ابن عساکر اور طبری رحمہما اللہ نے محرم الحرام کے مہینے میں نکاح ہونے کی روایت کو ترجیح دی ہے۔ ماہِ محرم کو ماتم اور سوگ کا مہینہ قرار دینا جائز نہیں، حدیث میں ہے کہ عورتوں کو ان کے خویش واقارب کی وفات پر تین دن ماتم اور سوگ کرنے کی اجازت ہے اور اپنے شوہر کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ منانا ضروری ہے، دوسرا کسی کی وفات پر تین دن سے زائد سوگ منانا جائز نہیں، حرام ہے، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

"لا يحل لامرأة تومن بالله واليوم الآخر إن تحد على ميت فوق ثلث ليال إلا على زوج أربعة أشهر وعشرا-

ترجمہ: جو عورت خدا اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے، اس کے لیے جائز نہیں کہ کسی کی موت پر تین رات سے زیادہ سوگ کرے؛ مگر شوہر اس سے مستثنیٰ ہے کہ اس کی وفات پر چار ماہ دس دن سوگ کرے۔" (بخاری، ص: ۸۰۳، ج: ۲، پ ۲۲)

ماہ محرم الحرام میں شادی وغیرہ کرنے کو نامبارک اور ناجائز سمجھنا سخت گناہ اور اہل سنت و جماعت کے عقیدے کے خلاف ہے، اسلام میں جن چیزوں کو حلال اور جائز قرار دیا گیا ہو، اعتقاداً یا عملاً ان کو ناجائز اور حرام سمجھنے میں ایمان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے، مسلمانوں کو چاہئے کہ روافض اور شیعہ سے پوری احتیاط برتیں، ان کی رسومات سے علیحدہ رہیں، ان میں شرکت حرام ہے۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: مسلم را تشبہ بہ کفار وفساق حرام است۔ یعنی: مسلمانوں کو کفار و فساق کی مشابہت اختیار کرنی حرام ہے۔ (مالابدمنہ، صفحہ نمبر 131)

امام اہل سنت امام احمد رضا خان قادری رحمۃ اللہ علیہ سے ایک سوال ہوا سوال اور جواب پڑھئے: فتاویٰ رضویہ میں یہ مسئلہ مجھے دو مقام پر ملا ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں مسئلہ ۹۰ تا ۹۱: ماہ محرم الحرام وصفر المظفر میں نکاح کرنا منع ہے یا نہیں؟ الجواب: نکاح کسی مہینے میں منع نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد نمبر 11 صفحہ نمبر 265) مسئلہ ۱۷۵ تا ۱۱:۱۷۸ محرا لحرام ۱۳۳۹ھ کیا فرماتے ہیں علمائے دین مسائل ذیل میں: (۱) بعض (لوگ) عشرہ ۱۰ محرم الحرام کو نہ تو دن بھر روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں کہتے ہیں کہ بعد دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی۔ (۲) ان دس دن میں کپڑے نہیں اُتارتے ہیں۔ (۳) ماہ محرم میں بیاہ شادی نہیں کرتے ہیں۔ (۴) ان ایام میں سوائے امام حسن وامام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کسی کی نیاز فاتحہ نہیں دلاتے ہیں، آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ الجواب: پہلی تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے اور چوتھی بات جہالت ہے ہر مہینہ ہر تاریخ میں ہر ولی کی نیاز اور ہر مسلمان کی فاتحہ ہوسکتی ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد 24 صفحہ 488)

سوال: (1) بعض سنی جماعت عشرہ محرم میں نہ تو دن بھر میں روٹی پکاتے ہیں اور نہ جھاڑو دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ بعد

دفن تعزیہ روٹی پکائی جائے گی ۔ (2) ان دس دن میں کپڑے نہیں اتارتے ۔ (3) ماہِ محرم میں کوئی بیاہ شادی نہیں کرتے، اس کا کیا حکم ہے؟ جواب: تینوں باتیں سوگ ہیں اور سوگ حرام ہے۔ (احکام شریعت، صفحہ نمبر 90 جلد نمبر 1)

اعتراض: نیم رافضی کہتا ہے کہ گھر میں بیٹے کی لاش پڑی ہو تو کوئی شادی کرے گا؟ جواب: اس کا الزامی جواب یہ ہے کہ ربیع الاوّل کے مہینے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کا وصال ہوا تو تم خوشی کیوں مناتے ہو؟ ماھو جوابکم فھو جوابنا۔ دوسرے نمبر پر عرض ہے کہ چودہ سو سال بعد کونسی لاش گھر میں پڑی ہے؟ ہاں اگر شیعوں کی طرح لاشوں کے مصنوعی پتلے بنا کر آپ نے گھر میں رکھ لیئے ہوں تو ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ چاہے تم اس پر ماتم بھی کر لیا کرو۔ تیسری بات یہ کہ علمائے اہلسنّت ترغیب نہیں دلاتے بلکہ حکمِ شرعی بیان فرماتے ہیں۔

اعتراض: طبیعت نہیں مانتی کہ محرم الحرام میں شادی کی جائے ۔ جواب: طبیعت کو شریعت کے تابع کرو، شریعت کو طبیعت کے تابع نہ کرو۔ اگر یونہی عوام میں طبیعت طبیعت کی رٹ لگائے رکھی تو کل کو لوگ آپ سے اس طرح سوال کیا کریں گے۔ اس مسئلے پر حکمِ طبیعت بیان کر کے اجر کمائیں۔ طبیعت کے نہ ماننے پر حکمِ شرعی بدل نہیں جاتا۔ دیکھو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کھانے کی چیز میں مکھی گر جائے تو اس کو غوطہ دے کر نکال دو اور کھانا کھالو (مفہوم حدیث) اب اگر کسی کی طبیعت نہیں مانتی تو کیا حکمِ شرع بدل دیا جائے گا؟ طبیعت نہیں نہیں مانتی تو نہ کھائے لیکن اعتقادِ حلت تو رکھے۔

اعتراض: تم کہتے ہو کہ شریعت میں تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ اور ابوطالب کی وفات کے پورے سال کا نام ہی عامُ الحزن رکھ دیا۔ جواب: جناب نے اعتراض تو جڑ دیا مگر یہ نہیں سوچا کہ خود ہی پھنس جائیں گے۔ جنابِ من آپ لوگوں کے قاعدے کے مطابق اگر محرم الحرام میں اس لیے نکاح جائز نہیں کہ اس مہینے نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شہادت ہوئی، پھر تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ اور ابو طالب کی وفات والے سال کو عامُ الحزن (غم کا سال) کہا تو اس طرح 12 مہینوں میں ہی نکاح نہیں کرنا چاہئے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بارہ مہینوں کو ہی غم قرار دے دیا۔

برسبیلِ تسلیم اگر ہم مان بھی لیں کہ جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سال کو عام الحزن قرار دیا جس میں ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور حضرت ابوطالب کی وفات ہوئی، تو اس قاعدے کے مطابق پھر شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے اسی سال کو عام الحزن کہا جائے گا جس سال میں ان کی شہادت ہوئی نہ کہ آج 1400 سال بعد پورے سال کو عام الحزن قرار دے دیا جائے، دوسرے نمبر پر یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میت پر مرد کو تین دن کا سوگ منانے کو کہا ہے، اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پورے سال کو غم کا سال قرار دے دیا تو یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخصیص ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چاہیں کریں۔

کل کو کوئی اٹھ کر یہ کہہ دے گا کہ دیکھو شریعت نے چار شادیوں کی رخصت دی ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمۃ الزھرہ علی ابیھا وعلیھا السلام کی موجودگی میں مولا علی رضی اللہ عنہ پر دوسرا نکاح حرام کر دیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس کے لئے چاہیں شرع کے حکم کی تخصیص کر دیں، اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سال کو غم کا سال کہہ کر اسی سال کی غم سے تخصیص کر دی۔

حضرت سیّدُنا امام حسین رضی اللہ عنہ نہ صرف شہید بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی اور نواسے بھی ہیں ان کے درجات کا بلند ہونا یقینی ہے، ان کی شہادت جدائی کے احساس کی وجہ سے عارضی صدمے کا سبب ضرور بنی مگر ان سے محبت اور عقیدت رکھنے والوں کے لیے یہ بات قطعاً مناسب نہیں کہ وہ ان کی شہادت کی یاد میں ہر سال سوگ منائیں یہ سوگ صرف اور صرف وہی لوگ ہی منا سکتے ہیں جن کو اہل بیت رضی اللہ عنہم سے حسد کی وجہ سے یہ تکلیف ہے کہ حضرت امام حسین اور ان کے رفقائے کرام رضی

اللہ عنہم کو شہادت کا بلند رتبہ کیوں ملا؟ جس کا اندازہ سینہ کوبی کرنے والے اور ماتمی قوم کے الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے۔

اگر محرم الحرام میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے غم کی وجہ سے نکاح کرنا جائز نہیں تو پھر صرف اس مہینے نہیں بلکہ پورے سال میں کسی دن بھی نکاح کی گنجائش نہیں ہے۔ کیونکہ پورے سال میں ایک دن بھی ایسا نہ ہوگا جس میں کسی نہ کسی نبی علیہ السلام، کسی نہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ یا کسی نہ کسی ولی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات یا شہادت نہ ہوئی ہو۔ محرم الحرام میں صرف حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت نہیں بلکہ اس مہینے میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے بہنوئی، حضرت علی و حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے داماد، نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سسر اور مسلمانوں کے دوسرے خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شہادت بھی ہوئی ہے۔ پھر یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کی وجہ سے اس میں نکاح کرنا کیوں معیوب نہیں قرار پایا بلکہ صرف حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی وجہ سے کیوں معیوب ہے؟ ماہ صفر میں حضرت عاصم بن ثابت اور ان کے سات ساتھیوں رضی اللہ عنہم کی شہادت کا واقعہ پیش آیا۔

ماہ ربیع الاوّل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کا وصال مبارک ہوا اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے برادر اکبر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی جدائی کا دلخراش سانحہ پیش آیا۔ ماہ ربیع الثانی میں ام المومنین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ ماہ جمادی الاوّل میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے نواسے حضرت عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہما کا وصال، نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارث رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے چچا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ ماہ جمادی الثانی میں اہل اسلام کے خلیفہ بلافصل خلیفہ راشد حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پھوپھی زاد اور رضاعی بھائی حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔

ماہ رجب المرجب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نواسی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی حقیقی بہن زینب بنت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہما اور برادر نسبتی کاتب وحی حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی۔ ماہ شعبان المعظم میں ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا، دختر رسول حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی۔ ماہ رمضان المبارک میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی دو ازواج مطہرات سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا، ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی حسنین کریمین کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہم کی وفات اور خلیفہ چہارم حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔

ماہ شوال المکرم میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دانت مبارک، نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کے چچا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، آپ کے برادر نسبتی حضرت عبداللہ بن جحش، آپ کے ہم زلف حضرت مصعب بن عمیر سمیت 70 صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے۔ ماہ ذوالقعدہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی زوجہ مبارکہ ام المومنین حضرت ام سلمیٰ رضی اللہ عنہا کی وفات اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔ ماہ ذوالحجہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی دو بیٹیوں کی نسبت سے داماد اہل اسلام کے تیسرے خلیفہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت، حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے بھتیجے حضرت مسلم بن عقیل رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی۔

مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر باقی مہینوں میں صحابہ کرام، اہل بیت عظام، امہات المومنین، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے قریبی رشتہ داروں اور خاندان والوں میں سے کسی کا ایسا سوگ نہیں منایا جاتا کہ اس مہینے میں نکاح وغیرہ نہ کیا جائے تو پھر کیا وجہ ہے صرف حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت والے مبارک مہینے میں ایک مسنون عمل کو معیوب سمجھا جائے؟ عشرہ محرّم الحرام کا تمام مسلمانانِ اہل سنّت احترام کرتے ہیں کوئی بھی مسلمان اوّل بقیہ ص ۴۴ پر

از: مولانا محمد حسام احمد رضا خان حنفی قادری *

امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم! فضائل وخصائل

خلیفۂ ثانی، قائد اسلام، مراد رسول ﷺ، متمم الاربعین، فاروق اعظم، اعدل الاصحاب، مزین المنبر والمحراب، عز الاسلام والمسلمین، امام الاشجعین، غیظ المنافقین، امام المجاہدین، امیر المومنین، حضرت سیدنا ومولانا الامام ابوحفص عمر بن الخطاب العدوی القرشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ کی ولادت باسعادت عام الفیل کے 13 برس بعد تقریباً 583ء میں ہجرت سے تقریباً 40 برس قبل مکہ مکرمہ میں ہوئی۔ آپ حضرت سیدنا صدیق اکبر کے بعد تمام صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے افضل ہیں۔ آپ کا شجرۂ نسب آٹھویں پشت پر حضور اکرم ﷺ کے شجرۂ نسب سے مل جاتا ہے۔ آپ اشراف قریش میں اپنی ذاتی اور خاندانی وجاہت کے لحاظ سے بہت ہی ممتاز تھے۔

حضور خاتم المرسلین ﷺ نے دعا فرمائی: اے اللہ اسلام کو خاص عمر بن الخطاب کے ذریعہ غلبہ وقوت عطا فرما، حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے اعلانِ نبوت کے چھٹے سال انتالیس (39) لوگوں کے بعد ایمان لائے۔ (آپ چالیسویں مسلمان ہیں) آپ کے ایمان لانے سے مسلمانوں کو بے حد خوشی ہوئی اور ان کو قوت مل گئی، آپ فرماتے ہیں: جب میں نے اسلام قبول کیا تو دار ارقم میں موجود مسلمانوں نے اتنے زور سے تکبیر بلند کی کہ اس کو تمام اہل مکہ نے سنا۔

آپ کے اسلام قبول کرنے کے بعد حضور ﷺ نے صحابۂ کرام کے ساتھ حرم میں نماز ادا فرمائی، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں جس نے اپنا اسلام سب سے پہلے علی الاعلان ظاہر کیا وہ حضرت عمر ہیں، حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جب حضرت عمر ایمان لائے تو اسلام ظاہر ہوا اس سے پہلے لوگ اپنا اسلام ظاہر نہیں کرتے تھے، ان کے ایمان لانے کے بعد لوگوں کو کھلم کھلا اسلام کی طرف بلایا جانے لگا، ہم بیت اللہ شریف کے قریب مجلسیں قائم کرنے، اس کا علانیہ طواف کرنے، کافروں سے بدلہ لینے اور ان کا جواب دینے کے قابل ہو گئے۔

اس کے بعد حضور سرور عالم ﷺ کی تمام اسلامی تحریکات اور صلح وجنگ وغیرہ کی تمام منصوبہ بندیوں میں وزیر ومشیر کی حیثیت سے وفادار ورفیق کار رہے اور تمام غزوات میں ثابت قدم رہے، سیدنا فاروق اعظم کے سوا کسی نے بھی علانیہ ہجرت نہیں کی، جب آپ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو تلوار لی، کاندھے پر تیر لٹکایا، تیروں کا ترکش ہاتھ میں لے کر حرم روانہ ہوئے، کعبۂ مشرفہ کے صحن میں قریش کا ایک گروہ موجود تھا، آپ نے اطمینان سے طواف کیا اور نماز پڑھی پھر فرمایا: (اے گروہ کفار!) جسے اپنی ماں کو نوحہ کرنے والی، بیوی کو بیوہ اور بچوں کو یتیم کرنا ہو تو وہ اس پہاڑ کے پیچھے (حرم سے باہر) آ کر مجھ سے دو دو ہاتھ (مقابلہ) کرسکتا ہے۔

سیدنا صدیق اکبر نے اپنے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اور اپنا جانشین منتخب فرمایا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد ان کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آپ نے تخت خلافت پر رونق افروز ہو کر جانشین مصطفی ﷺ کی تمام تر ذمہ داریوں کو بطریق احسن سرانجام دیا۔ آپ کی خلافت تقریباً 10 سال 6 ماہ اور 4 روز رہی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ ہی وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہیں "امیر المومنین" سے موسوم کیا گیا، آپ ہی نے سب سے پہلے گھوڑوں پر زکوٰۃ وصول فرمائی، آپ ہی نے سن ہجری کو جاری فرمایا، آپ ہی نے ماہ رمضان میں نماز تراویح کو جماعت کے ساتھ باقاعدہ قائم فرمایا، آپ ہی نے لوگوں کی خبر گیری کے

* مضمون نگار حضور قائد ملت کے شہزادۂ اکبر اور حضور تاج الشریعہ کے چھیتے پوتے ہیں۔

لئے راتوں کو گشت فرمایا، آپ ہی نے شرابی کو اسی (۸۰) کوڑے لگوائے۔

آپ ہی نے سب سے پہلے دفاتر قائم کیے، آپ ہی نے باقاعدہ شہروں میں قاضی مقرر کیے، آپ ہی نے "مقام ابراہیم" کو اس جگہ قائم کیا جہاں وہ آج ہے، آپ ہی نے کوفہ، بصرہ، جزیزہ، موصل کے شہر آباد کئے، آپ ہی نے مسجد نبوی کی توسیع کی اور اس میں ٹاٹ کا فرش بچھایا، آپ ہی نے مسجدوں میں قندیلیں روشن کرائیں، آپ ہی نے عشر و خراج کا نظام نافذ کیا اور جیل خانے وضع کیے۔

حضرت خزیمہ بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں: جب سیدنا فاروق اعظم کسی کو گورنر مقرر کرتے تو اس سے چند شرائط لکھوا لیتے کہ وہ اعلیٰ گھوڑے پر سوار نہ ہوگا، باریک کپڑے نہ پہنے گا، چھنا ہوا آٹا نہ کھائے گا، ضرورت مندوں کے لئے اپنے دروازے بند نہیں کرے گا اور دربان نہیں رکھے گا پھر جو شخص ان شرائط کی پابندی نہیں کرتا تھا، اس کے ساتھ نہایت سختی سے پیش آتے تھے۔

منصب خلافت سنبھالنے کے بعد سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے پہلے خطاب میں فرمایا: اے لوگو! مجھے تم سے آزمایا جا رہا ہے اور تمہیں مجھ سے! میں اپنے دونوں پیش رووں (رسول اللہ ﷺ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) کے بعد تم میں جانشین بن رہا ہوں، جو چیز ہمارے سامنے (مدینہ میں) ہوگی اسے ہم خود انجام دیں گے اور جو چیز غائب (دوسری جگہ) ہوگی تو اس کے لئے قوی و امین لوگوں کو مامور کریں گے، جو اچھا کام کرے گا اس پر احسان بھی زیادہ ہوگا اور جو برا کام کرے گا اس کو سزا دی جائے گی، پھر اپنے مقرر کردہ عمال اور گورنروں سے مخاطب ہو کر فرمایا: یاد رکھو میں نے تمہیں لوگوں پر ظلم و جبر کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا کہ تم لوگوں پر سختی کرو بلکہ میں نے تمہیں لوگوں کا امام بنا کر بھیجا ہے تا کہ لوگ تمہاری اتباع کریں، اس لئے تم پر لازم ہے کہ لوگوں کے حقوق ادا کرو، ان کو زد و کوب نہ کرو کہ ان کی عزت نفس مجروح ہو جائے اور نہ ان کی بے جا تعریف کرو کہ وہ غلط فہمی میں مبتلا ہو جائیں، ان پر اپنے دروازے بند نہ کرو کہ طاقتور کمزوروں کو کھا جائیں اور ان پر اپنے آپ کو کسی بات میں ترجیح نہ دو کہ یہ ظلم کرنے کے مترادف ہے۔

حضرت سیدنا امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی زبان اقدس پر اکثر اللہ اکبر جاری رہتا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے بچوں سے اپنے لئے دعا کرایا کرتے تھے کہ دعا کرو عمر بخشا جائے۔ آپ ہی کے زمانے میں مسلمانوں کو سب سے زیادہ فتوحات حاصل ہوئیں، آپ نے سوائے اپنی خلافت کے پہلے سال (۱۳ھ) کے اپنے زمانۂ خلافت میں ہر سال حج فرمایا، جس سال آپ شہید ہوئے اس سال بھی آپ نے حج فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ مدینہ منورہ میں زلزلہ آ گیا اور زمین زوروں کے ساتھ کانپنے لگی، امیر المومنین سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے جلال میں زمین پر ایک درہ مارا اور بلند آواز سے فرمایا: اے زمین ٹھہر جا! کیا میں نے تیرے اوپر عدل نہیں کیا؟ آپ کا یہ فرمان سنتے ہی زمین ساکن ہو گئی اور زلزلہ ختم ہو گیا۔

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی راویت کردہ احادیث کی تعداد 537 ہے، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے اتنا روتے تھے کہ ان کے چہرۂ مبارک پر بہت رونے کی وجہ سے دو کالے نشان پڑ گئے تھے، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی عمر کے آخری دو سالوں میں مسلسل روزے رکھنا شروع کر دیئے تھے۔ سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے اپنی راہ میں شہادت اور اپنے رسول ﷺ کے شہر میں موت نصیب فرما، آپ کی دعا اس طرح پوری ہوئی کہ 26 ذوالحجۃ الحرام 23ھ بروز بدھ آپ نماز فجر کے لئے مسجد نبوی میں تشریف لائے، آپ نے فرمایا: صفیں سیدھی کر لو (یہ آپ کی عادت کریمہ تھی) جب ابولؤلؤ (مجوسی غلام) نے آپ کی آواز سنی تو آپ کے بالکل قریب آ کر کھڑا ہو گیا، آپ نے جیسے ہی تکبیر تحریمہ کہی، اس نے آپ پر خنجر سے حملہ کر دیا، کندھے اور پہلو پر وار کئے، جس سے آپ بوجہ ضعف زمین پر تشریف لے آئے، اس کے بعد اس نے تیرہ نمازیوں کو زخمی کیا جن میں سے چھ شہید ہو گئے، اس وقت جب وہ لوگوں کو زخمی کر رہا تھا،

ایک عراقی مسلمان نے اس پر اپنی چادر ڈال دی، جب اس کو یقین ہو گیا کہ پکڑا جاؤں گا تو اس نے خودکشی کر لی۔

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر ان کو نماز کے لئے آگے بڑھا دیا، انہوں نے دو مختصر سورتوں کے ساتھ نماز پڑھائی پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ان کے گھر لے جایا گیا، آپ نے دریافت کیا: اے ابن عباس مجھ پر کس نے حملہ کیا، انہوں نے عرض کیا کہ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے غلام نے! آپ نے فرمایا: تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں، جس نے میری موت کسی ایسے شخص کے ہاتھ نہ کی جو اسلام کا دعویٰ کرتا ہو۔ پہلے آپ کو کھجور کا شربت پلایا گیا جو زخموں کے راستے باہر نکل گیا، پھر دودھ پلایا گیا وہ بھی زخموں سے نکل گیا پھر آپ نے حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہم کی انتخابِ خلیفہ کے لئے ایک کمیٹی بنا دی اور فرمایا کہ انہیں میں سے کسی کو خلیفہ مقرر کیا جائے۔

اس کے بعد اپنے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: مجھ پر کتنا قرض ہے؟ انہوں نے حساب کر کے بتایا کہ چھیاسی ہزار (86000) درہم قرض ہے، فرمایا: یہ قرض آل عمر کے مال سے ادا کر دینا، اگر اس سے ادا نہ ہو تو بنو عدی سے مانگنا اور اگر اس سے بھی ادا نہ ہو تو قریش سے لینا اور ان کے علاوہ کسی سے نہ لینا پھر فرمایا: ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس جاؤ، ان سے کہو کہ عمر آپ کو سلام کہتے ہیں اور اپنے دونوں دوستوں کے پاس دفن ہونے کی اجازت چاہتے ہیں، حضرت عبداللہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئے، سلام عرض کیا اور اپنے والد کی خواہش کو ظاہر کیا، ام المومنین نے فرمایا: یہ جگہ تو میں نے اپنے لئے محفوظ کر رکھی تھی مگر میں آج اپنی ذات پر (سیدنا) عمر کو ترجیح دیتی ہوں۔

جب حضرت فاروق اعظم کو یہ خبر ملی تو آپ نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا: یہ میرے نزدیک سب سے اہم ہے پھر فرمایا: جب میں وفات پا جاؤں تو مجھے ام المومنین کے پاس لے جانا، سلام کرنا اور ایک بار پھر تدفین کی اجازت طلب کرنا، اگر دے دیں تو مجھے اندر داخل کرنا ورنہ قبرستان میں دفن کر دینا۔ ۲۶ ذی الحجہ بدھ کے دن آپ شدید زخمی ہوئے اور تین دن کے بعد 63 برس کی عمر میں جام شہادت نوش فرمایا۔

آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے غسل دیا اور کفنایا، آپ کے جسد اطہر کو حضور اکرم ﷺ کی مقدس چارپائی پر رکھا گیا اور حضرت صہیب بن سنان الرومی رضی اللہ عنہ وارضاہ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ یکم محرم الحرام 24ھ بروز اتوار روضۂ رسول ﷺ میں حضور اقدس ﷺ اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلوئے انور میں آرام فرما ہوئے، قبر میں آپ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ، حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعید بن زید اور حضرت صہیب رضی اللہ عنہم نے اتارا۔

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو وہ ضرور عمر بن خطاب ہوتے اور فرمایا: بے شک اللہ نے عمر کی زبان وقلب پر حق کو جاری فرما دیا ہے اور فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ جن وانس کے شیاطین عمر کے خوف سے بھاگتے ہیں اور فرمایا: اے ابن خطاب! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، شیطان تمہیں کسی راستے پر چلتا ہوا دیکھتا ہے تو وہ تمہارا راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتا ہے اور فرمایا: عمر مجھ سے ہے اور میں عمر سے ہوں اور عمر جس جگہ بھی ہوتا ہے حق اس کے ساتھ ہوتا ہے اور فرمایا: میرے بعد ابوبکر وعمر کی پیروی کرنا اور فرمایا: ابوبکر وعمر انبیا ومرسلین (علیہم السلام) کے علاوہ اوّلین وآخرین جنتی ادھیڑ عمروں کے سردار ہیں۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے عمر سے دشمنی رکھی اس نے مجھ سے دشمنی رکھی اور جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور اللہ تعالیٰ نے عرفہ والوں پر عموماً اور عمر پر خصوصاً فخر ومباہات کی ہے، جتنے انبیا دنیا میں مبعوث ہوئے سب کی امت میں ایک محدث ضرور ہوتا ہے اور اگر میری امت میں کوئی محدث ہے تو وہ عمر ہیں، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی کہ محدث کون ہوتا ہے؟ حضور ﷺ نے

فرمایا: جس کی زبان سے ملائکہ بات کریں وہ محدث ہوتا ہے۔

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک دن نبی کریم ﷺ حضرت ابوبکر وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ احد پہاڑ پر تھے، یکا یک وہ ہلنے لگا تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے احد ٹھہر جا تجھ پر نہیں ہیں مگر ایک نبی، ایک صدیق اور دو شہید! حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں سو رہا تھا تو خواب دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کیے جا رہے ہیں اور مجھ کو دکھائے جا رہے ہیں، وہ سب کرتے پہنے ہوئے تھے جن میں سے کچھ لوگوں کے کرتے صرف سینے تک تھے اور کچھ کے اس سے نیچے تک پھر عمر بن خطاب کو پیش کیا گیا جو اتنا لمبا کرتا پہنے ہوئے تھے کہ زمین پر گھسیٹتے ہوئے چل رہے تھے، لوگوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! اس خواب کی تعبیر کیا ہے حضور ﷺ نے فرمایا: دین۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کا مسلمان ہونا اسلام کی فتح تھی، ان کی ہجرت اللہ کی نصرت تھی اور ان کی خلافت رحمت خداوندی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اگر کسی معاملہ میں لوگوں کی رائے دوسری ہوتی اور حضرت عمر کی رائے دوسری تو قرآن مجید حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے کے موافق نازل ہوتا تھا، حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کسی معاملہ میں جو کچھ مشورہ دیتے تھے، قرآن شریف کی آیتیں اسی کے موافق نازل ہوتی تھیں۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فضلیت چار باتوں سے ظاہر ہے: بدر کے قیدیوں کے سلسلہ میں آیت مبارکہ نازل ہوئی، جس سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید کی گئی، آپ نے ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کے پردے کی متعلق اپنی رائے کا اظہار کیا جس پر آیت نازل ہوئی اور آپ کی رائے کی تائید فرمائی گئی۔ حضور ﷺ نے آپ کے متعلق دعا فرمائی: اے اللہ عمر کو مسلمان بنا کر اسلام کو غلبہ عطا فرما اور آپ نے سب سے پہلے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس دنیا نہیں آئی نہ انہوں نے اس کی تمنا کی مگر حضرت عمر کے پاس دنیا بہت آئی لیکن انہوں نے اس کو قبول نہ کیا بلکہ ٹھکرا دیا۔ (صحیح البخاری، جامع الترمذی، اسد الغابہ، طبقات ابن سعد، تاریخ الخلفاء، موطا امام مالک، المعجم الاوسط، مدارج النبوۃ)

وہ عمر جس کے اعدا پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فارق حق و باطل امام الہدیٰ
تیغ مسلولِ شدت پہ لاکھوں سلام
ترجمان نبی ہمزبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام

□□□

ص ۵۱ کا بقیہ..........

شاداب ان کے خوں سے ہے اسلام کا چمن
پیوست اس میں رنگ ہے گہرا حسین کا
لیتا نہیں یزید کا اب نام کوئی بھی
سارا زمانہ آج ہے شیدا حسین کا
نعمت وہ سر کٹا کے ہوئے فاتح زماں
یہ بھی ہے ایک حسین سلیقہ حسین کا

جماعت رضائے مصطفیٰ
یہ اعلیٰ حضرت کی قائم فرمودہ ایک روشن تاریخ کی حامل جماعت ہے، جس کی نشاۃ ثانیہ حضور تاج الشریعہ قدس سرہ العزیز کے ہاتھوں ہوئی۔
برادران اہل سنت اپنے اپنے علاقے میں اس کی شاخیں قائم کریں، اس عظیم جماعت کے ممبر بنیں اور مرکز سے جڑ کر اپنی ملی و مذہب خدمات انجام دیں اور کامیابیوں سے ہمکنار رہوں۔
مزید معلومات کیلئے 7055078621 پر رابطہ کریں۔

از: حافظ افتخار احمد قادری *

امیر المومنین سیدنا عثمانِ غنی! فضائل اور خدماتِ اسلام

تاریخ اسلام کے درخشاں اور تابناک ابواب میں اگر ان نفوسِ قدسیہ کا تذکرہ کیا جائے جنہوں نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ سے براہِ راست فیض یاب ہو کر انسانیت کے لیے رشد و ہدایت کے مینار قائم کیے تو حضرت سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کا اسمِ گرامی نہایت جلالت، رفعت اور عظمت کے ساتھ نمایاں دکھائی دیتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ ان جلیل القدر اصحابِ رسول ﷺ میں شامل ہیں جنہوں نے اسلام کے ابتدائی اور نہایت کٹھن دور میں دعوتِ حق کو قبول کیا، مصائب وآلام کا سامنا کیا، اپنی جان و مال، عزت و آبرو اور تمام تر دنیاوی مفادات کو دینِ اسلام کی سربلندی کے لیے قربان کر دیا اور اپنے کردار و عمل سے ایسی بے مثال تاریخ رقم کی جو رہتی دنیا تک اہلِ ایمان کے لیے مشعلِ راہ بنی رہے گی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا سلسلۂ نسب قریش کے معزز خاندان بنو امیہ سے جا ملتا ہے۔ آپ کا نسب پانچویں پشت میں رسولِ اکرم ﷺ کے نسبِ مبارک سے مل جاتا ہے۔ دورِ جاہلیت میں بھی آپ اپنی پاکیزہ سیرت، راست گوئی، دیانت داری، نرم خوئی اور اعلیٰ اخلاق کی بنا پر اہلِ مکہ میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھے جاتے تھے۔ تجارت کے میدان میں غیر معمولی کامیابی حاصل تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے پناہ وسعتِ رزق سے نواز رکھا تھا لیکن دولت کی فراوانی نے آپ کے اندر کبھی تکبر، غرور یا تفاخر کو جنم نہیں دیا بلکہ عاجزی، انکساری اور مروت میں اضافہ ہی کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے حکمِ الٰہی کے تحت دعوتِ اسلام کا آغاز فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی دعوت و ترغیب پر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بلا تردد اسلام قبول کر لیا۔

اس وقت اسلام قبول کرنا محض ایک مذہبی فیصلہ نہیں بلکہ معاشرتی مقاطعہ، اقتصادی نقصان، قبائلی دشمنی اور جسمانی اذیتوں کو دعوت دینے کے مترادف تھا۔ تاہم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تمام خطرات کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے ایمان کی دولت حاصل کی اور سابقون الاولون کے معزز زمرے میں شامل ہو گئے۔

اسلام قبول کرنے کے بعد آپ کو اپنے خاندان کی جانب سے شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ روایات میں آتا ہے کہ آپ کے چچا حکم بن ابی العاص نے آپ کو زنجیروں میں جکڑ کر اسلام چھوڑنے پر مجبور کرنے کی کوشش کی لیکن آپ کے عزم واستقلال میں ذرہ برابر لغزش نہ آئی۔ یہی وہ استقامت تھی جس نے بعد میں آپ کو امتِ مسلمہ کا تیسرا خلیفہ اور تاریخ اسلام کا عظیم ترین قائد بنا دیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی عظمت وفضیلت کا سب سے روشن پہلو وہ منفرد شرف ہے جو دنیا میں کسی اور شخص کو حاصل نہ ہو سکا۔ رسول اللہ ﷺ کی دو صاحبزادیوں کا یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آنا آپ کی غیر معمولی عظمت کا واضح ثبوت ہے، پہلے حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا آپ کے عقدِ نکاح میں آئیں۔

ان کے وصال کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا نکاح بھی آپ سے فرما دیا۔ جب حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں اسے بھی عثمان کے نکاح میں دے دیتا۔ اسی امتیازی شرف کی بنا پر آپ کو" ذوالنورین" یعنی دو نوروں والا کہا جاتا ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حیا وعفت ضرب المثل کی حیثیت رکھتی ہے، آپ کی طبیعت میں غیر معمولی شرم وحیا تھی، یہی وجہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کے متعلق وہ تاریخی ارشاد فرمایا جو آپ کی فضیلت کے لیے کافی ہے کہ" کیا میں اس شخص

* مضمون نگار کریم گنج، پورن پور، ضلع پیلی بھیت، یوپی کے متوطن ہیں۔

سے حیا نہ کروں جس سے فرشتے بھی حیا کرتے ہیں۔" (صحیح مسلم)

یہ ایک تعریفی جملہ نہیں بلکہ مقام عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی ایک ایسی سند ہے جس کے بعد کسی اور توضیح کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ فرشتے گناہوں سے پاک، نورانی مخلوق اور اللہ تعالیٰ کے مطیع بندے ہیں۔ جب ان کے متعلق یہ فرمایا جائے کہ وہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے حیا کرتے ہیں تو اس سے آپ کی پاکیزگی، طہارتِ باطن اور رفعتِ کردار کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سخاوت و فیاضی بھی تاریخِ انسانیت کا ایک درخشاں باب ہے۔ اسلام کے ابتدائی دور میں جب مسلمان شدید مالی تنگی اور معاشی دشواریوں کا شکار تھے آپ نے اپنے مال و دولت کے خزانے دینِ اسلام کے لیے کھول دیئے۔ مدینہ منورہ میں "بئرِ رومہ" نامی کنواں ایک یہودی کی ملکیت میں تھا جو مسلمانوں سے پانی کی بھاری قیمت وصول کرتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص یہ کنواں خرید کر مسلمانوں کے لیے وقف کرے اس کے لیے جنت ہے۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بھاری قیمت ادا کر کے یہ کنواں خریدا اور مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔ (ترمذی) اسی طرح مسجد نبوی کی توسیع کے لیے جب زمین کی ضرورت پیش آئی تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے بڑی رقم خرچ کر کے زمین خریدی اور مسجد نبوی کے لیے وقف کر دی۔ آج بھی مسجد نبوی کی توسیع کی تاریخ میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ سنہری حروف سے لکھا جاتا ہے۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر جب اسلامی لشکر کو شدید مالی مشکلات کا سامنا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو جہاد کے لیے مالی تعاون کی ترغیب دی۔ اس موقع پر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے بے مثال سخاوت کا مظاہرہ کرتے ہوئے سینکڑوں اونٹ، درجنوں گھوڑے اور ہزاروں دینار پیش کیے۔

حضرت عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے اس عظیم ایثار کو دیکھ کر فرمایا: آج کے بعد عثمان جو بھی عمل کریں، انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ (جامع ترمذی)

یہ بشارت درحقیقت اس بے مثال قربانی کا اعتراف تھی جو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اسلام کے لیے پیش کی۔ آپ نے اپنی دولت کو کبھی ذاتی عیش و عشرت کا ذریعہ نہیں بنایا بلکہ اسے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی رضا کے حصول کا وسیلہ سمجھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی فضیلت کا ایک عظیم مظہر صلح حدیبیہ کے موقع پر سامنے آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو سفیر بنا کر مکہ بھیجا تاکہ قریش سے مذاکرات کیے جا سکیں۔ اس دوران مسلمانوں میں یہ خبر پھیل گئی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا گیا ہے۔ یہ خبر سنتے ہی رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام سے بیعت لی جو تاریخ میں "بیعتِ رضوان" کے نام سے مشہور ہوئی۔ اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک دستِ مبارک دوسرے ہاتھ پر رکھ کر فرمایا: یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ گویا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ کی طرف سے خود بیعت فرما کر ان کی عظمت و منزلت کو چار چاند لگا دیئے۔ قرآنِ کریم نے اسی بیعت کے متعلق فرمایا: "بلاشبہ اللہ ایمان والوں سے راضی ہو گیا جب وہ درخت کے نیچے آپ سے بیعت کر رہے تھے۔" (سورۃ الفتح:18)

اس آیتِ مبارکہ کے تحت مفسرین نے لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی اس رضائے الٰہی کے مستحق ہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی جانب سے بیعت فرمائی تھی۔ یوں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ان خوش نصیب نفوس میں شامل ہو گئے جن کے بارے میں خود ربِ کائنات نے اپنی رضا کا اعلان فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی محبت اور تعلق محض رسمی یا ظاہری نہ تھا بلکہ قلبی، روحانی اور ایمانی گہرائیوں سے عبارت تھا۔ آپ ہر معاملے میں سنتِ نبوی ﷺ کی پیروی کو اپنی زندگی کا مقصد سمجھتے تھے۔

آپ کی عبادت گزاری، خشیت الٰہی، تلاوتِ قرآن سے شغف اور شب بیداری کے واقعات کتبِ سیر و تاریخ میں کثرت سے مذکور ہیں۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ رات بھر قرآنِ کریم کی تلاوت میں

مصروف رہتے اور ان کا دل اللہ تعالیٰ کے خوف اور محبت سے معمور رہتا تھا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت کا سب سے عظیم کارنامہ قرآنِ کریم کی تدوین و اشاعت ہے۔ جب اسلامی سلطنت کی حدود وسیع ہوئیں اور مختلف علاقوں کے لوگ اسلام میں داخل ہونے لگے تو قراءت کے بعض اختلافات نمایاں ہونے لگے۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے اس صورت حال کی سنگینی محسوس کرتے ہوئے خلیفہ وقت کو متوجہ کیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے نہایت دوراندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے صحابہ کرام کی ایک کمیٹی تشکیل دی اور قرآنِ کریم کے مستند نسخے تیار کرا کے مختلف اسلامی مراکز میں روانہ کیے۔

یہ ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کے اثرات آج چودہ صدیوں بعد بھی پوری امتِ مسلمہ میں محسوس کیے جا رہے ہیں۔ آج دنیا بھر کے مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود قرآنِ مجید درحقیقت اسی مصحفِ عثمانی کی برکت اور ثمرہ ہے۔ اسی وجہ سے تاریخِ اسلام حضرت عثمان غنی رضی اللہ کو "جامع القرآن" کے لقب سے بھی یاد کرتی ہے۔

اسلامی تاریخ کا ایک ایسا دور ہے جس میں سیاسی استحکام، معاشی خوش حالی، عسکری فتوحات، انتظامی وسعت اور علمی خدمات اپنے عروج پر نظر آتی ہیں۔ آپ 24 ہجری میں منصب خلافت پر فائز ہوئے اور تقریباً بارہ سال تک امتِ مسلمہ کی قیادت فرماتے رہے۔ آپ کا دورِ خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قائم کردہ عظیم الشان انتظامی بنیادوں پر استوار تھا، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بصیرت، تدبر اور حکمتِ عملی سے اسلامی ریاست کو مزید وسعت اور استحکام عطا کیا۔ آپ کے عہدِ خلافت میں اسلامی مملکت کی سرحدیں حیرت انگیز طور پر پھیل گئیں۔

مشرق میں خراسان، طبرستان، آرمینیا، آذربائیجان اور وسط ایشیا کے وسیع علاقے اسلامی سلطنت کا حصہ بنے، جبکہ مغرب میں شمالی افریقہ کے متعدد علاقے اسلامی اقتدار کے زیرِ نگیں آ گئے۔ ان فتوحات کا مقصد محض جغرافیائی توسیع نہ تھا بلکہ عدلِ اسلامی، امن اجتماعی اور دعوتِ دین کا فروغ بھی تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا ایک عظیم الشان اور تاریخی کارنامہ اسلامی بحری قوت کی بنیاد رکھنا ہے۔ اس سے قبل مسلمان بنیادی طور پر بری افواج کے ذریعے فتوحات حاصل کرتے تھے، لیکن بحیرہ روم میں رومی سلطنت کی مضبوط بحری طاقت اسلامی ریاست کے لیے ایک مستقل چیلنج بنی ہوئی تھی۔ شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے بحری بیڑے کی تشکیل کی تجویز پیش کی۔

ابتدا میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس کی اجازت نہیں دی تھی، لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حالات کا گہرا جائزہ لینے کے بعد اس کی منظوری عطا فرمائی۔ چنانچہ اسلامی تاریخ میں پہلی مرتبہ ایک منظم اور طاقتور بحری بیڑا تشکیل دیا گیا۔ اس بحری قوت نے قبرص سمیت متعدد علاقوں میں کامیاب کارروائیاں انجام دیں اور بحیرہ روم میں اسلامی اقتدار کا سکہ بٹھا دیا۔ بعد کے ادوار میں مسلمانوں کی جو عظیم بحری فتوحات سامنے آئیں، ان کی بنیاد درحقیقت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہی نے رکھی تھی۔ اس اعتبار سے آپ نہ صرف ایک مدبر خلیفہ بلکہ ایک دوراندیش عسکری قائد بھی تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد میں بیت المال کی آمدنی میں غیر معمولی اضافہ ہوا۔ اسلامی ریاست کی وسعت کے ساتھ ساتھ تجارت، زراعت اور محصولات کے ذرائع بھی بڑھتے گئے۔ اس مالی خوش حالی کے باوجود آپ کی ذاتی زندگی نہایت سادہ اور زاہدانہ تھی۔ اگرچہ آپ بے پناہ دولت کے مالک تھے لیکن خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد بھی آپ نے اپنی زندگی کو شاہانہ طرز پر استوار نہیں کیا۔ آپ کے لباس، خوراک اور رہن سہن میں وہی سادگی نمایاں تھی جو رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت تھی۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی نرم خوئی، حلم، بردباری اور عفو و درگزر ان کی شخصیت کے نمایاں اوصاف تھے۔ آپ مخالفین کے ساتھ بھی حسنِ سلوک کا معاملہ کرتے اور حتی المقدور خونریزی سے اجتناب فرماتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ جب آپ کے خلاف مختلف علاقوں میں بعض عناصر نے سازشوں کا جال بچھانا شروع

کیا تو آپ نے طاقت کے استعمال کے بجائے افہام و تفہیم اور اصلاحِ احوال کو ترجیح دی۔

تاریخ گواہ ہے کہ آپ کے آخری دورِ خلافت میں بعض فتنہ پرور عناصر نے سیاسی اختلافات کو ہوا دے کر امت کے اتحاد کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ مختلف صوبوں سے تعلق رکھنے والے چند گروہ مدینہ منورہ پہنچے اور انہوں نے خلیفہ وقت کے خلاف بے بنیاد الزامات اور اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بڑی جماعت ان الزامات کو باطل قرار دیتی تھی اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی مکمل حمایت میں کھڑی تھی لیکن فتنہ انگیز عناصر اپنی سازشوں سے باز نہ آئے۔

جب باغیوں نے آپ کے گھر کا محاصرہ کر لیا تو متعدد جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان کے خلاف کارروائی کی اجازت طلب کی لیکن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کا خون بہنے سے روکنے کے لیے سختی سے منع فرما دیا۔ آپ جانتے تھے کہ اگر مدینہ منورہ میں خانہ جنگی شروع ہو گئی تو اس کے نتائج پوری امت کے لیے نہایت تباہ کن ہوں گے۔

اسی لیے آپ نے اپنی ذات کو قربان کر دینا گوارا کیا لیکن مسلمانوں کے درمیان خونریزی کو پسند نہیں فرمایا، محاصرے کے دوران کئی دن تک آپ کو پانی اور دیگر ضروری اشیا تک سے محروم رکھا گیا۔ اس سخت آزمائش کے باوجود آپ کے صبر، استقامت اور توکل میں کوئی کمی نہ آئی۔ آپ قرآنِ مجید کی تلاوت میں مشغول رہتے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرتے تھے۔ بالآخر 18 ذوالحجہ 35 ہجری کو باغیوں نے آپ کے گھر میں داخل ہو کر نہایت مظلومانہ انداز میں آپ کو شہید کر دیا۔

شہادت کے وقت آپ قرآنِ کریم کی تلاوت فرما رہے تھے۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ جس آیت پر آپ کی نگاہ تھی اس کا مفہوم یہ تھا کہ "اللہ آپ کے لیے کافی ہے اور وہی خوب سننے والا اور جاننے والا ہے۔" یہ ایک ایسا روح پرور اور ایمان افروز منظر ہے جو تاریخِ اسلام کے صفحات پر ہمیشہ کے لیے ثبت ہو چکا ہے، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت محض ایک فرد کی شہادت نہیں تھی بلکہ امتِ مسلمہ کی تاریخ کا ایک نہایت دردناک سانحہ تھا۔ آپ کی شہادت کے بعد وہ فتنہ و انتشار برپا ہوا جس کے اثرات ایک طویل عرصے تک محسوس کیے جاتے رہے۔ تاہم اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی جان قربان کر کے امت کو خانہ جنگی کی ایک ہولناک صورتِ حال سے بچانے کی کوشش کی۔

علمائے اسلام نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر مستقل کتابیں تصنیف کی ہیں۔ امام ذہبی نے "سیر اعلام النبلاء" میں، حافظ ابنِ کثیر نے "البدایہ والنہایہ" میں اور علامہ ابنِ حجر عسقلانی نے "الاصابہ فی تمییز الصحابہ" میں آپ کے فضائل کا تفصیلی تذکرہ کیا ہے۔

ان تمام محدثین اور مؤرخین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ میں شامل، سابقون الاولون میں ممتاز، ذوالنورین، جامع القرآن اور امت کے عظیم ترین محسنوں میں سے ایک ہیں۔ آپ کی زندگی کا مطالعہ ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ اقتدار کا اصل مقصد خدمتِ خلق اور رضائے الٰہی کا حصول ہے، نہ کہ ذاتی مفادات کی تکمیل۔ آپ کی حیا انسان کو پاکیزگی کردار کا درس دیتی ہے، آپ کی سخاوت ایثار و قربانی کا پیغام دیتی ہے، آپ کی عبادت گزاری بندگیِ رب کی طرف متوجہ کرتی ہے اور آپ کی شہادت صبر و استقامت کا وہ لازوال نمونہ پیش کرتی ہے جس کی مثال تاریخ میں کم ہی ملتی ہے۔

آج جب مسلم معاشرہ اخلاقی، سماجی اور فکری بحرانوں سے دوچار ہے تو حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی سیرت ہمارے لیے ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتی ہے۔ ان کی پاکیزہ زندگی ہمیں یاد دلاتی ہے کہ عظمت دولت، اقتدار یا شہرت میں نہیں بلکہ ایمان، اخلاص، تقویٰ، حیا اور خدمتِ دین میں مضمر ہے۔ یہی وہ اوصاف تھے جنہوں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بارگاہِ رسالت ﷺ میں محبوب بنایا، امت کی نگاہوں میں معزز کیا اور تاریخِ اسلام میں ہمیشہ کے لیے امر کر دیا۔

□□□

از: عبدالوحید قادری رضوی*

تذکرہ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وحضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وحسنین کریمین وحضرت فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تین روزے اور صرف پانی سے سحری وافطاری۔

اہلِ بیت کے تین روزے لگاتار اور صرف پانی سے افطار

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما راوی ہیں آپ فرماتے ہیں کہ حضرت اِمام حسن وحضرت اِمام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیمار ہوئے، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم صحابہ کرام کی جماعت کے ساتھ عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم وحضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا وحضرت فضہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تین روزوں کی نذر مانی دونوں شہزادے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہت جلد صحت یاب ہوگئے تو اُن پانچوں حضرات نے روزے رکھ لئے مگر کاشانۂ مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم میں اُس دِن کھانے کے لئے کُچھ بھی نہیں تھا۔

حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم خیبر کے شمعون یہودی کے پاس گئے اور تین صاع جَو بطورِ قرض لے آئے، خاتونِ جنت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک تہائی حصہ جَو اپنے ہاتھ سے پیسا اور پانچ آدمیوں کے حساب سے روٹیاں تیار فرما لیں اور افطار کے وقت کھانا سامنے لا کر رکھ دیا، ابھی روزہ افطار کرنے کی تیاری تھی کہ اچانک ایک شخص کاشانۂ علی پر آواز دیتا ہے، اے اہلِ بیت رسولُ اللہ! میں مسکین مسلمان ہوں، بھوکا ہوں، اللہ تعالیٰ کے نام پر کچھ کھانا دے دو یہ سن کر اُن مقدس حضرات نے وہ ساری روٹیاں اُس مِسکین کو دے دیں اور خود پانی پی کر روزہ افطار کرلیا۔

دوسرے روز پھر روزہ رکھا اور تہائی جَو کی روٹیاں بنائیں اور جب افطار کرنے بیٹھے تو پھر دروازے پر دستک ہوئی کہ اے اللہ کے رسول کے گھر والو! مَیں یتیم ہوں، بھوکا ہوں، مجھے اللہ تعالیٰ کے لئے کُچھ کھانا دے دواُن حضرات نے پھر تمام روٹیاں اُس یتیم کو دے دیں اور خود پانی پی کر روزہ افطار کرلیا۔

تیسرے روز پھر روزہ رکھا اور بقیہ جَو پِس کر روٹیاں بنائیں کہ اچانک کاشانہ مولا علی پر پھر ایک سائل نے آواز دی اے اہلِ بیت رسولُ اللہ مَیں اسیر (یعنی قیدی) ہوں بھوکا ہوں اللہ تعالیٰ کے لئے کُچھ کھانا دے دو۔ تیسرے روز بھی اُن حضرات نے تمام کی تمام روٹیاں اُس قیدی کو دے دیں اور خود پانی پی کر روزہ افطار کر لئے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ ہماری نذر پوری ہوگئی، چوتھے روز صبح اُٹھے مولا علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے دونوں شہزادے بھوک کی شدت کی وجہ سے کانپ رہے تھے، حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کو دیکھا تو بہت رنج پیدا ہوا پھر حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے کاشانہ پر گئے تو اُس وقت حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نماز پڑھ رہی تھیں۔

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو دیکھا تو بے قرار ہوگئے، یہاں تک کہ آنکھیں اشک بار ہوگئیں، اُسی وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسولَ اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کے اہلِ بیت کو مبارک ہو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شان میں اپنے مقدس کلام میں فرما رہا ہے، قرآنِ مجید (پارہ سورہ الدہر رکوع 19 آیت 7 تا 9)

"یُوْفُوْنَ بِالنَّذْرِ وَ یَخَافُوْنَ یَوْمًا كَانَ شَرُّهٗ مُسْتَطِیْرًا، وَ یُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِیْنًا وَّ یَتِیْمًا وَّ اَسِیْرًا، اِنَّمَا

* مضمون نگار امن نگر بلگام کرناٹک کے متوطن ہیں۔

نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللهِ لَا نُرِيْدُ مِنْكُمْ جَزَآءً وَّلَا شُكُوْرًا ۔
ترجمہ کنز الایمان: اپنی منتیں پوری کرتے ہیں اور اس دن سے ڈرتے ہیں جس کی برائی پھیلی ہوئی ہے اور کھانا کھلاتے ہیں اُس کی محبت پر مسکین اور یتیم اور اسیر کو اُن سے کہتے ہیں ہم تمہیں خاص اللہ تعالیٰ کے لئے کھانا دیتے ہیں تُم سے کوئی بدلہ یا شکر گزاری نہیں مانگتے۔" (تاریخ کربلا صفحہ 57 تا 60 بحوالہ: تفسیر کبیر عربی الجزء التاسع والعشر ون صفحہ 244)

یہ سخاوت ہے اہلِ بیت رسول اللہ کی، کہ تین دِن تک لگا تار صرف پانی سے افطار کر لیا اور اپنے حصّے کی تمام روٹیاں سائل کو دے دیں لیکن سائل کو واپس نہیں کیا۔ ❑❑❑

ص ۴۱ / کا بقیہ ....

موجود رہتا تو تمہیں ہر گز اکیلا نہ رہنے دیتا، حسین! اب تک سارے غم ہم نے مل کر برداشت کئے ہیں۔ نانا جان کی رحلت سے لے کر بابا جان کی شہادت کی تکلیف میں ہم ایک دوسرے کو ڈھارس بندھاتے رہے، مگر آج سے ہر تکلیف کا تمہیں تن تنہا سامنا کرنا ہوگا۔ کوفیوں کی بدعہدی کو یاد رکھنا۔ ان کی ایذا رسانی کو بھول نہ جانا۔ حالات چاہے جیسے ہوں، کشتی امت کی نگہبانی کرنا۔

امام حسن کی باتیں سن کر حسین خود پر قابو نہ رکھ سکے اور بے اختیار رو پڑے۔ حسین کیا روئے، زمین و آسمان بھی رو پڑے۔ ابھی آنکھوں کے آنسو خشک بھی نہ ہوئے تھے کہ وقت کی رفتار گویا تھم سی گئی اور حسین کے دیکھتے ہی دیکھتے حسن مجتبیٰ نے حسین کو اکیلا چھوڑ کر جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ اس طرح حسین شفیق بھائی کے سایہ سے بھی محروم ہو گئے۔

پتے ٹوٹ گئے ڈالی سے یہ کیسی رت آئی
مالا کے منکے بکھرے ہیں دے گئے یار جدائی

ص ۴۵ / کا بقیہ ....

پہلو درج ہیں: مذہبی بحث ومباحثے اور سیاسی وسماجی امور پر گفتگو اور رائے زنی سے پرہیز کریں۔ غیر ضروری طور پر دروازوں پر کھڑے ہونے سے بچا جائے۔ سفر میں حتی الوسع ایک دوسرے کے ساتھ رہیں۔ ہر اسٹیشن پر بلا ضرورت اترنے/ ٹہلنے سے پرہیز کریں، سیلف ڈفینس کے تحت انسان کو اپنی جان/ مال/ عزت کی حفاظت کا حق ہے۔

اس لیے ممکنہ حفاظتی تدابیر کا بھی خیال رکھا جائے، نکلتے وقت، راستے میں اپنے احباب کو لائیو لوکیشن شیئر کرتے رہیں، آپس میں پر اعتماد گفتگو کریں، دل دماغ کو حاضر رکھیں، آس پاس کے افراد پر نظر رکھیں، اجنبی افراد سے مناسب فاصلہ، متوازن گفتگو اور مکمل احتیاط کریں، علم وحکمت سے کام لیں، کتابی استعداد کو عمل میں اتاریں، جرأت و ہمت اور ذہنی پختگی سے کام لیں، کئی بار پر اعتماد لہجہ، اظہار جرأت اور ذہنی قوت نہایت اثر انداز ہوتی ہے، ان کے علاوہ جو بھی دیگر مفید پہلو ہوں ان پر عمل درآمد کیا جائے، باقی اصل بھروسہ تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہی پر ہے، وہی حافظ ومددگار ہے۔ ❑❑❑

ص ۵۱ / کا بقیہ ....

تمہارا حشر ہوگا کیا یہ سوچ لو اے حاسدو!
ضرور خلد میں بسیں گے ہم بریلوی سدا

مباحثے کے وقت کر کے لاجواب و بدحواس
مخالفوں سے یوں لڑیں گے ہم بریلوی سدا

بڑے بزرگ کی وصیتوں کے ہم امین ہیں
رضا کے نام پر جئیں گے ہم بریلوی سدا

وہابیہ دیابنہ کا رنگ اڑتا جائے گا
رضا کا ذکر یوں کریں گے ہم بریلوی سدا

ہمارے حوصلوں کو کون ہے جو پست کر سکے
سوئے ظفر یونہی بڑھیں گے ہم بریلوی سدا

رضا نے جو نصب کیا ہے دین حق کا یہ علم
اسے عروج پر رکھیں گے ہم بریلوی سدا

لپٹ کے ہم رضا کے دامن کرم سے تاحیات
نبی کے عشق میں مریں گے ہم بریلوی سدا

زمین کیا ہے قدسی آسماں بھی جھوم جائے گا
رضا کی نعت یوں پڑھیں گے ہم بریلوی سدا

❑❑❑

از: مفتی غلام مصطفےٰ نعیمی *

حسین ہونا آسان کہاں!

ہجرت رسول کا چوتھا سال اور شعبان المعظم کی پانچویں تاریخ تھی کہ گلستان جان احمد ﷺ میں ایک اور شگفتہ پھول کی آمد ہوئی۔ نانا جان کی شفیق بارگاہ سے "حسین" جیسا منفرد نام عطا ہوا، جوان کے برادر اکبر "حسن" ہی کی طرح تاریخ انسانی کا پہلا نام تھا۔ اس طرح ہمارے حسین پیدا ہوتے ہی کائنات عالم میں منفرد شان کے مالک بن گیے۔ منفرد نام عظمتوں کی ابتدا تھا نہ انتہا، ان کی عظمت کی ابتدا تو ان کے وجود مسعود کے اوّل وقت ہی سے ان کا مقدر ہو گئی تھی، جب بنت رسول، راحت جان احمد ﷺ، خاتون جنت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور باب مدینۃ العلم، مولائے کائنات سیدنا علی المرتضی رضی اللہ عنہ کے خون کے امتزاج سے وجود حسین تیار ہوا۔ بواسطہ والدہ معظّمہ ان کے خون میں خون رسول کی خوش بو اور طہارت شامل ہو چکی تھی۔

اس طرح شکم مادر ہی سے عظمتیں امام حسین رضی اللہ عنہ کے قدموں پر نثار تھیں۔ آنکھیں کھولیں تو امام الانبیا، سید عالم ﷺ کا مسکراتا ہوا رخ تاباں نگاہوں کے سامنے پایا۔ کھیلنے کو فاطمہ زہرا کی گود، سیدنا علی کا سینہ اور "شمع بزم ہدایت" کی پشت مبارک ملی، کائنات میں ان کے ماموؤں جیسا کوئی تھا نہ کوئی ان کی خالاؤں کی مثل۔ ان کے امی/ بابا تو پروردہ رسالت کا منفرد شرف رکھتے ہی تھے، بھائی بھی سردار جنت جیسا ملا۔ ان کی نانی غمگسار پیغمبر اور امت کی مادر مشفقہ تھیں اور ان کے نانا کا تو کہنا ہی کیا وہ تو وجہ کائنات، محبوب پروردگار اور فخر آدم تھے اور ہیں۔ اس سے زیادہ اعزازات بھلا اور کیا ہو سکتے تھے؟ قدرت الٰہی نے زمانے بھر کی تمام عظمتیں بچپن ہی سے امام حسین کی گود میں ڈال دی تھیں۔

کیا بات رضاؔ اس چمنستان کرم کی
زہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

اب تک ربیع الاوّل کا چاند لوگوں کو رحمت عالم ﷺ کی آمدِ آمد کے مژدے سناتے ہوئے آتا تھا، مگر سن گیارہ ہجری کا چاند غموں کی کالی چادر اوڑھ کر آیا۔ حضور نبی آخر الزماں ﷺ نے اپنی حیات ظاہری کے دن مکمل کر کے وعدۂ الٰہی کے تحت امت کی نگاہوں سے پردہ فرمایا۔ سات سال کے ننھے حسین نانا جان کے جسد اطہر کے پاس کھڑے ہیں، مگر آج گھر کا منظر بالکل الگ ہے۔ ہر وقت گل زار رہنے والے کاشانہ نبوت میں ایک عجیب سا ماحول ہے۔ ہر چہرہ اداس اور افسردگی کی مورت بنا ہے۔ والدہ کے چہرے پر زمانے بھر کا غم صاف نظر آ رہا ہے۔ سیدہ عائشہ کی آنکھوں میں قیامت گزرنے کے اثرات نمایاں ہیں۔ بابا علی کے مضبوط کندھے بھی آج غم واندوہ سے ڈھلکے ہوئے دکھائی دے رہے تھے۔ اس طرح ایک قیامت کبریٰ تھی جو سات سالہ حسین کے سر پر گزر گئی تھی۔ جس نے خاندان اہل بیت کے چہروں کی بشاشت کو ماند کر دیا تھا۔

ہمیشہ ناز و نعم اور ناز و انداز میں رہنے والے شہزادے حسین کے دل پر اس حادثہ فاجعہ نے گہرا اثر ڈالا۔ ایک طرف نانا جان کی جدائی کا غم تھا جو دل کو چین نہیں لینے دیتا تھا دوسری جانب اپنے گھر کی خوشیاں بھی شاید کہیں روپوش ہو گئی تھیں، کہ نانا جان کے وصال پر ملال کے بعد سے مادر مہربان سیدہ فاطمہ کے لبوں کی مسکراہٹ پوری طرح غائب ہو گئی تھی۔ بابا جان کی جدائی نے ان کی ساری راحتوں کو کلفت میں بدل دیا تھا۔ مصیبتوں پر سدا مسکرانے والی سیدہ، غم و حزن کی مورت بن گئی تھیں۔ شدت غم کا عالم یہ تھا کہ آپ فرماتی تھیں:

" صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ أَنَّهَا صُبَّتْ عَلَى الْأَيَّامِ صِرْنَ لَيَالِيَا۔ مجھ پر مصائب وآلام کے وہ پہاڑ ٹوٹے اگر وہ دنوں

اسلاف واخلاف

* مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

پر ٹوٹتے تو شدت غم سے دنوں کا اجالا بھی رات کے اندھیروں میں بدل جاتا۔

اِغْبَرَّ أَفَاقُ السَّمَاءِ وَكُوِّرَتْ شَمْسُ النَّهَارِ وَأَظْلَمَ الْعَصْرَانِ۔

آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہوگئیں، دن کا سورج لپیٹ دیا گیا اور زمانہ تاریک ہو گیا۔"

ربیع الاوّل سے شروع ہوا غموں کا یہ سلسلہ شاید کہیں تھم جاتا تو شاید دل کو کچھ قرار مل جاتا مگر مقدر کی آزمائشیں شروع ہو چکی تھیں۔ ربیع الاوّل کے بعد ربیع الثانی بھی سُونا ہی گزر گیا۔ جمادی الاوّل کی ساعتیں لب فاطمہ پر مسکراہٹ لاسکیں نہ جمادی الاخرہ ہی کسی طرح کی شادمانی کا سامان کر سکا۔ رجب وشعبان بھی لب فاطمہ پر مسکراہٹ کی امید میں یوں ہی گزر گیے۔ ایک بے چینی تھی جو میرے حسین کو بے قرار رکھتی تھی۔ گھر میں والدہ کا غم اور بابا کی اداسی چین نہ لینے دیتی۔ مسجد نبوی آتے تو نانا جان کی عدم موجودگی سے دل اور پارہ پارہ ہو جاتا۔ حجرہ عائشہ میں قرار ملتا نہ کاشانہ فاطمہ میں غم ہلکا ہوتا۔ چھ ماہ کا وقت گزر گیا مگر قلب حسین پر چھائے ہوئے غم کے بادل کم نہ ہو سکے، یہاں تک کہ رب کی رحمتوں کا سائبان بن کر رمضان آ گیا۔ مگر کون جانتا تھا کہ اس بار کا رمضان بھی ربیع الاوّل کی طرح اپنے دامن میں جدائی کا فرمان لے کر آیا ہے۔

رمضان کی تیسری تاریخ تھی۔ سیدہ کی طبیعت کو قدرے قرار تھا۔ آج بڑے دنوں کے بعد شہزادوں کو اچھے سے تیار کیا، پیار کیا، لاڈ و پیار کی برکھا میں حسنین کریمین نہا اٹھے، لگا کہ اب امی جان رحلت پدری کے غم سے باہر آرہی ہیں مگر یہ امید زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکی کہ کچھ ہی وقت کے بعد قاصد اجل کے بلاوے پر سیدہ بھی اپنے بابا سے ملنے کے لیے رب کی مہمان ہو گئیں۔ اس طرح چھ ماہ کی مختصر سی مدت میں نانا جان کے بعد سینے سے لگانے والی سیدہ فاطمہ بھی نگاہوں سے اوجھل ہو گئیں۔ ؎

سیدہ، زاہرہ، طیبہ، طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

عمر کی آٹھ بہاریں مکمل بھی نہ ہو سکی تھیں کہ کائنات ہستی سے سیدہ فاطمہ جیسی ماں جدائی کا دائمی غم دے کر رخصت ہو چکی تھیں، عموماً ایسے مواقع پر کم عمر بچوں کے لیے خالائیں ماؤں کی ممتا پورا کرنے میں کسی حد تک کامیاب ہو جاتی ہیں لیکن میرے حسین یہاں بھی آزمائشوں سے دوچار تھے کہ ان کی پیدائش سے دو سال پہلے ہی ان کی خالا جان سیدہ رقیہ (وفات 2ھ) عمر کے چوتھے سال میں سیدہ زینب (وفات 8ھ) اور عمر کے پانچویں سال میں سیدہ ام کلثوم (وفات 9ھ) بھی غم گسار پیغمبر سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے جوار میں پہنچ کر سیدہ فاطمہ کے لیے محو انتظار تھیں، اس طرح ننیہال کی ناز برداریوں کا زمانہ بہت زیادہ طویل نہ ہو سکا۔ اب نہ ہم عمر ماموں تھے نہ ناز اٹھانے والی خالائیں، نانا تھے نہ والدہ، لے دے کر بابا علی المرتضیٰ ہی رہ گیے تھے، مگر وصال پیغمبر کے بعد سیدہ کی جدائی نے ان کو بھی نڈھال کر دیا تھا۔

اس طرح ہنستے کھیلتے، اٹھلاتے، مسکراتے اور خوشیوں کے موتی لٹاتے حسین اور ان کے بھائی بہن حسن مجتبیٰ اور سیدہ زینب سکوت وسنجیدگی کی مجسم تصویر بن گئے تھے، جس کے باعث دنوں میں رونق تھی نہ راتوں میں راحت؛

تم ہنسو تو دن نکلے چپ رہو تو راتیں ہیں
کتنے غم، آنکھیں نم، جانے کتنی باتیں ہیں

ہجرت کا 35واں سال تھا۔ مسند خلافت پر ان کے خالو جان سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ تشریف فرما تھے۔ مصری مفسدین کاشانۂ عثمانی کے اطراف وجوانب میں گھیرا ڈالے بیٹھے تھے۔ ان ظالموں کے ارادے دن بدن خطرناک ہوتے جارہے تھے، سیدنا علی کی نگاہوں سے حالات کی سنگینی پوشیدہ نہ تھی، اس لیے آپ نے اپنے جواں سال شہزادوں حسن وحسین کو حضرت عثمان غنی کی حفاظت کے لیے گھر میں تعینات کیا۔ حسنین کریمین نے پوری تندہی کے ساتھ حفاظت کا کام انجام دیا لیکن قضا کو جو منظور تھا وہ ہو کر رہا۔ بلوائی مکان کے دوسرے حصے سے داخل ہوئے اور بڑی بے رحمی کے ساتھ سیدنا عثمان غنی کو ظلماً شہید کر دیا۔

جب تک حسنین کریمین وہاں پہنچتے قاتلین فرار ہو چکے تھے، حسنین کریمین کی نگاہوں کے سامنے داماد پیمبر اور ان کی دو خالاؤں

کے شوہر نامدار سیدنا عثمان غنی کا خون آلود جنازہ رکھا تھا۔خون کے چھینٹوں سے قرآن تک رنگین ہو چکا تھا،اس طرح دو خلاؤں کی یہ نشانی بھی اب ختم ہو چکی تھی۔

شہادت عثمانی کے بعد حالات بڑے نازک اور سخت دشوار ترین تھے۔افواہوں نے لوگوں کے دل و دماغ کو بری طرح متاثر کر دیا تھا۔ایک دوسرے کے متعلق مختلف باتیں پھیل رہی تھیں۔ایک طرف سیدنا عثمانی غنی کی مظلومانہ شہادت کا غم دوسری جانب آگ کی طرح پھیلتی ہوئی افواہوں کی وحشت۔ایک خیال آتا،ایک خیال جاتا۔ایسے نازک وقت میں سیدنا علی المرتضیٰ کو خلیفہ اسلام منتخب کیا گیا،جسے آپ نے بادل نخواستہ قبول کیا۔مگر یہ انتخاب ایسے وقت میں ہوا تھا جب ملت اسلامیہ کے عالی دماغ افراد میں ایک دوسرے کی جانب سے مختلف شکوک وشبہات کو ہوا دینے کی جی توڑ کوششیں چل رہی تھیں۔

حالات کی سنگینی سے حُسین بھی اچھوتے نہ تھے۔اپنے بابا کے غم اور فکر مندی میں برابر کے شریک تھے۔سیدنا علی کو امور خلافت سنبھالے ہوئے چھ مہینے بھی نہ گزرے تھے کہ افواہوں کی شدت اور بے یقینی کی صورت حال نے ایسا اثر دکھایا کہ جان سے پیارے دوستوں سے مقابلے کی نوبت آ گئی۔حالات کی ستم ظریفیاں کہیں کہ دشمنوں کی سازشیں یا جذبات کی روانی،سب نے مل کر جنگ کے حالات بنا دئے۔اس طرح خلافت سنبھالنے کے چھ ماہ کے اندر ہی جنگ جمل (جمادی الاولی 36ھ) پیش آئی۔جس میں ایک طرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ تھے تو جانب حرم رسول،ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا موجود تھیں۔حضرت علی کے پھوپھی زاد بھائی زبیر ابن عوام (متوفی 36ھ) بھی مدمقابل بنے ہوئے تھے تو جنگ احد میں پیغمبر اسلام کی ڈھال بن جانے والے سیدنا طلحہ بن عبید اللہ (متوفی 36ھ) بھی مولیٰ علی کے سامنے کھڑے تھے۔کل کے جاں نثار دوست آج مقابلے میں تھے۔اہل اسلام کی ماں سیدہ عائشہ سامنے تھیں،کیسی اعصاب شکن جنگ تھی۔آزمائش کے طوفان نے پورے وجود کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

جنگ کا نتیجہ چاہے جیسا بھی رہا لیکن اس جنگ نے حسین پاک کے دل ودماغ پر انتہائی گہرا اثر ڈالا۔ابھی اس جنگ کے اثرات زائل بھی نہ ہوئے تھے کہ نو ماہ کے بعد ہی دل و دماغ کو تھکا دینے والے ایک اور معرکے جنگ صفین (صفر 37ھ) کو بھی دیکھنا پڑا۔جنگ جمل کی طرح اس جنگ میں بھی مقابلے پر دشمن نہیں بل کہ اپنے ہی قریبی احباب تھے۔ہزاروں صاحبان ایمان ایک دوسرے کے ہاتھوں شہید ہوئے۔خون کا ایک دریا تھا جو پوری روانی سے بہہ رہا تھا۔اس جنگ نے مسلمانوں کے جذبہ اخوت پر ایسی ضرب لگائی جو زمانے تک مندمل نہ ہو سکی۔

اس جنگ کے اگلے سال خارجیوں کی جماعت سے جنگ نہروان (38ھ) لڑنا پڑی۔انہیں خانہ جنگیوں کے باعث سیدنا علی کو مدینہ چھوڑ کر کوفہ آنا پڑا تھا۔جس مدینے میں حسین پاک کا بچپن بیتا،جوانی آئی،جہاں کی گلیاں ان کے بچپن کی ساتھی تھیں،جہاں کے لوگ ان عظمتوں کے گواہ تھے۔جہاں ان کے نانا کی مقدس تربت اور والدہ کا مزار پاک تھا،مگر خانہ جنگیوں کی بنا پر حُسین پاک کو اپنے پدر بزرگ وار کے ہمراہ مدینہ طیبہ چھوڑ کر کوفہ منتقل ہونا پڑا۔جس مدینے میں بسنے کی تمنا میں لاکھوں لوگ آہیں بھرتے تھے حسین کو وہی مدینہ چھوڑنے پر مجبور ہونا پڑا۔

ہم شہر مدینہ کی ہوا چھوڑ چلے ہیں
اس جنتِ طیبہ کا مزا چھوڑ چلے ہیں

امام حسین عمر کی 35 بہاریں مکمل کر چکے تھے،ہجرت نبوت کا چالیسواں سال چل رہا تھا کہ ایک بار پھر رمضان المبارک کی مقدس ساعتوں نے دستک دی۔اب سے انتیس سال قبل کے رمضان نے مادر مشفقہ کی جدائی کا غم دیا تھا۔اس بار کا چاند بھی رحمتوں کے جلو میں ایک غم نامہ چھپائے ہوئے تھا۔اب تک کی زندگی میں آزمائشوں کا وہ کون سا دور تھا جو حسین کی نگاہوں سے نہ گزرا ہو۔تمام تر آزمائشوں میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرنے والے حسین پاک کے لیے یہ رمضان بھی آزمائش کا نیا پڑاؤ ثابت ہوا۔جس کے آثار اس وقت محسوس ہوئے جب ان کے والد بزرگ وار نے ان کے بھائی سیدنا امام حسن سے اپنا خواب بیان

کرتے ہوئے کہا:

"رأیت رسول اللّٰہ صلّی اللّٰہ علیه وآله اللیلة في المنام، فقلت: یا رسول اللّٰہ، ما ذا لقیت من أمّتك من الأود و اللدد، فقال: ادع اللّٰہ علیهم. فقلت: اللّٰهمّ أبدلني بهم خیرا منهم۔ (تاریخ الخلفا 140/141) رات میں نے خواب میں رسول پاک ﷺ کی زیارت کی، تو آپ سے امت کی شکایت کی کہ آپ کی امت نے میرے ساتھ اچھا سلوک نہیں کیا۔ سخت جھگڑا برپا کر دیا۔ حضور نے فرمایا تم ان کے بارے میں اللہ سے دعا کرو، لہٰذا میں نے دعا کی کہ اے اللہ! تو مجھے ان لوگوں سے بہتر لوگوں میں پہنچا دے۔"

سیدنا علی رضی اللہ عنہ اپنا خواب بیان کر ہی رہے تھے کہ اذان کی آواز آئی، آپ مسجد پہنچے جہاں گھات میں بیٹھے ابن ملجم خارجی نے زہر بجھی تلوار سے حملہ کیا۔ وار شدید تھا جس کے باعث اکیس رمضان المبارک کو زمانے بھر کے بہادروں کو دھول چٹانے والے مولی علی بھی درجہ شہادت پر فائز ہو گیے۔ اس طرح 29 سال پہلے رمضان المبارک ہی میں والدہ کے سایہ عاطفت سے محروم ہونے والے حسین پاک اس رمضان میں والد بزرگ وار کے سایہ شفقت سے بھی محروم ہو گئے۔

وہی روح وجاں کا قرار تھا، وہی خواہشوں کا وقار تھا
کہ کڑکتی دھوپ ہے زندگی، وہ شجر کہ سایہ دار تھا

سیدہ فاطمہ زہرا کا وصال ہوا تو میرے امام محض ساڑھے سات سال کے تھے۔ سن چالیس ہجری میں وہی حسین 36 سال کے بھرے پورے گبرو جوان ہو چکے ہیں۔ کل ننھے سے حسین کی آنکھوں کے سامنے مادر مشفقہ کا جنازہ تھا، آج انہیں آنکھوں کے سامنے والد گرامی سیدنا علی لہولہان ہیں۔ ابن ملجم خارجی کے زہر بجھے خنجر سے بابا کی پیشانی خون خون ہے۔ وقت ہے کہ پگھلتی برف کی طرح گزرتا جا رہا ہے۔ آنے والا ہر لمحہ امیدوں کا گھیرا تنگ کر رہا ہے۔ ایک طرف سیدنا علی جیسی ہستی جدا ہونے کے دُہانے پر ہے، دوسری جانب حصول خلافت کے لیے آپسی اختلاف کا ڈر! ایسے نازک وقت میں کچھ مخلص احباب نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی جناب میں عرض کیا:

"استخلف علینا۔ ہم پر کسی کو خلیفہ مقرر کر دیجیے۔"

اس گزارش پر سیدنا علی نے یوں جواب دیا:

"لا، ولکنْ أترُکُکم إلی ما ترَکَکم إلیه رسولُ اللّٰہِ صلَّی اللّٰہُ علیه وسلَّم۔ آپ نے فرمایا نہیں، میں کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کروں گا، بل کہ اس معاملے کو یوں ہی چھوڑوں گا جیسا رسول اللہ ﷺ نے ہم پر چھوڑ دیا تھا۔" (الصواعق المحرقۃ ص 46 بحوالہ غایۃ التحقیق فی امامۃ العلی والصدیق از امام احمد رضا بریلوی)

اسی مفہوم کی ایک اور روایت ہے جس میں مخلصین نے براہ راست حضرت حسن مجتبیٰ کو بطور خلیفہ نام زد کرنے کی گزارش کی تو مولائے کائنات نے فرمایا:

"فقال لا آمرکم ولا أنهاکم، أنتم أبصر۔ (البدایہ والنہایہ ص ۳۲۷، ج ۷) میں نہ تمہیں اس کا حکم دیتا ہوں نہ منع کرتا ہوں۔ تم خود بہتر سمجھتے ہو۔"

حضرت علی کے لفظوں میں ان کی بصیرت دینی اور تربیت امت کے آثار بہت نمایاں تھے۔ امام حسین و دیگر مخلصین، حضرت علی کی دوراندیشی کو اچھی طرح سمجھ گئے تھے کہ تمام تر خوبیوں میں لائق وفائق ہونے کے باوجود سیدنا حسن مجتبیٰ کو خلیفہ مقرر کرنے سے بچنا درحقیقت امت کو "مزاج موروثیت" سے بچانا ہے۔ امام حسن کی نام زدگی اور جانشینی یقیناً صد فی صد حق بجانب اور اہلیت کی بنیاد پر ہی ہوتی، لیکن یہ عمل دنیا پرستوں کے لیے نااہلوں کو مسلط کرنے کا اچھا بہانہ ہو جاتا، اسی کی آڑ لے کر نااہل اور ناکارہ لوگوں کو جانشین و خلیفہ مقرر کیا جاتا۔ دلیل میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مذکورہ عمل پیش کیا جاتا، مگر قربان جائیے مولیٰ علی کی بصیرت پر کہ انہوں نے امت مسلمہ کو مزاج موروثیت سے بچا کر مشاورت کا مزاج دیا تاکہ امور مسلمین نااہلوں کے ہاتھوں میں جانے سے محفوظ رہیں۔

سیدنا علی کے الفاظ کی معنویت اور مزاج امت کی تشکیل و تربیت کے تئیں ان کی فکری بصیرت امام حسین پر اچھی طرح ظاہر ہو چکی تھی۔ اس لیے سبھی نے مولیٰ علی کی ہدایت پر عمل کیا۔

شہادت علیؓ کے بعد ارباب حل وعقد کے اجتماعی فیصلے کی بنیاد پر ہی امام حسن نے مسند خلافت کو قبول کیا، اس طرح اہل بیت نبوت نے موروثیت کو عملاً رد کیا اور مزاج مشاورت کو پروان چڑھا کر رسول اللہ ﷺ اور خلفائے راشدین کی سنت کو زندہ رکھا۔

ابھی امام حسن کو خلافت سنبھالے چند ماہ ہی گزرے تھے کہ داخلی اختلافات نے ایک بار پھر سر اٹھایا۔ قریب تھا کہ جنگ جمل وصفین کی طرح ایک بار پھر مسلمانوں کے ہاتھ ایک دوسرے کے خون سے رنگین ہوتے، سیدنا امام حسن نے غیر معمولی ذہانت اور بے مثال قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خلافت سے دستبردار ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ اس طرح آپ کے اس دانشمندانہ فیصلے سے آپ کے نانا جان کی یہ پیشن گوئی "إن ابني هذا سيد، ولعل الله ان يصلح به بين فئتين عظيمتين من المسلمين۔ (بخاری شریف، 2704 کتاب الصلح) میرا یہ بیٹا سردار ہے اور اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو عظیم گروہوں میں صلح کرائے گا۔" پوری ہوئی، اور امام حسن کے مدبرانہ فیصلے کی بنیاد پر ہزاروں مسلمان کا خون ناحق قتل وقتال سے محفوظ رہا۔

اوّلاً امام حسین اس صلح پر راضی نہ تھے مگر برادر اکبر کے سمجھانے اور عواقب پر توجہ دلانے سے امام حسین بھی اس صلح پر راضی ہوگیے۔ اس طرح دونوں شہزادوں نے حضرت امیر معاویہ کو خلیفہ مقرر بھی کیا اور ان کے ہاتھ پر برضا ورغبت بیعت بھی کی تا کہ امت مسلمہ جان لے کہ اہل بیت نبوت تخت وتاج کے خواہش مند نہیں امور امت کے محافظ ونگہبان ہیں۔

وقت پر لگا کر پرواز کرتا رہا، یہاں تک کہ 49 ہجری کا زمانہ آ گیا۔ سیدنا حسن عمر کی 46 ویں اور امام حسین 45 ویں بہار میں تھے۔ محرم وصفر خیریت سے گزرا کہ ماہ ولادت رسول نے اپنا چہرہ دکھایا۔ مگر گیارہ ہجری کے ربیع النور کی طرح 49 ہجری کا ربیع الاول بھی اپنے دامن میں امام حسین کے لیے غم وکلفت کا پیغام لیکر آیا۔ کچھ ناعاقبت اندیشوں کی کارستانی کی بنا پر امام حسن زہر کا شکار ہوئے۔ اس طرح ربیع الاوّل کی پانچویں تاریخ کو امام حسین اپنے برادر اکبر سیدنا حسن کے سایہ محبت سے بھی محروم ہو گئے۔ گیارہ ہجری کے رمضان نے والدہ، چالیس ہجری کے رمضان نے والد کے سائے سے محروم کیا تھا، اسی طرح گیارہ ہجری کا ربیع الاول نانا جان سے جدائی تو 49 ہجری کا ربیع الاول برادر اکبر سے جدائی کا مہینہ ثابت ہوا۔ رسول کریم ﷺ سے مشابہت رکھنے والا ماں جایا بھائی، ماہی بے آب کی طرح بے چین ہے۔ زہر کی شدت نے آنتوں تک کو کاٹ دیا۔ جگر پارہ پارہ ہوکر خون کے ساتھ باہر نکل رہا ہے۔ حسین نم ناک آنکھوں سے اپنے برادر محترم کو جدا ہوتے دیکھ رہے ہیں، لب خموش ہیں مگر خاموشی بول رہی ہے۔

کون پوچھے گا حال اب میرا
ہوگا کس کو خیال اب میرا

رحمتوں کا نزول ہو تجھ پر
خوش خدا اور رسول ہو تجھ پر

موت چند ہاتھ کے فاصلے پر کھڑی ہے۔ ماں جایا بھائی چند گھڑیوں کا مہمان ہے۔ زہر نے جسم کو اندر سے پوری طرح کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ حسین کی آنکھیں نم ناک اور سینہ شدت غضب سے ابل رہا ہے۔ دُہرے تلاطم سے جوجھتے ہوئے بھائی حسن سے عرض کرتے ہیں: يا أبا محمد أخبرني من سقاك؟ اے ابو محمد! مجھے بتائیں آپ کو کس نے زہر دیا ہے؟"

تم اسے قتل کروگے؟ حسن مجتبیٰ کا سوال سن کر امام حسین کی آنکھیں سرخ اور لہجہ نہایت غضب ناک ہوگیا۔ آپ نے جواب دیتے ہوئے کہا: أقتله والله قبل أن أدفنك، أوَ لا أقدر عليه؟ أو يكون بأرض أتكلف الشخوص إليه؟ خدا کی قسم! آپ کو دفنانے سے پہلے میں اسے قتل کر ڈالوں گا۔

کیا وہ میری پہنچ سے باہر ہے؟ یا کسی ایسی سرزمین میں ہے کہ اس تک پہنچنے کے لیے مجھے پُر مشقت سفر کرنا پڑے؟ یعنی جس نے آپ کو زہر دیا ہے وہ کہیں بھی ہوگا، میں اسے ڈھونڈ کر قتل کر دوں گا۔ لہجے کی شدت حسین کے الفاظ تک میں اتر آئی تھی۔ اگر قاتل آس پاس ہوتا تو شاید الفاظ حسین کی شدت سے جھلس گیا ہوتا۔

انصاف اور احتیاط کسے کہتے ہیں، یہ جاننا ہو تو زمانے کو

امام حسن کے دروازے پر سائل بن کر بیٹھنا چاہیے۔ حسین نے جس شدت کے ساتھ قاتل کا پتا پوچھا، ہمارے حسن نے اتنی ہی نرمی سے جواب دیا:

"یا أخي إنما هذه الدنيا ليال فانية، دعه حتى ألتقي أنا وهو عند الله، وأبى أن يسميه. (البدایہ والنہایہ ج 8 ص 43) اے میرے بھائی! یہ دنیا فانی ہے۔ [جس پر میرا گمان ہے] اس شخص کے قتل کا ارادہ چھوڑ دو یہاں تک کہ وہ اور میں دونوں اللہ کے دربار میں ملاقات کریں۔"

جس کا جگر کٹ کٹ کر نکل رہا ہو۔ شدت زہر سے جسم مثل آگ بن گیا ہوا، ایسے وقت میں بھی سراپا صبر بنے رہنا یقیناً حسن مجتبیٰ ہی کا جگرا تھا۔ آپ نے نہایت اعتماد و یقین اور صبر و رضا کی بلند و بالا چوٹی پر رہتے ہوئے امام حسن سے یہ تاریخی الفاظ کہے:

"لئن كان صاحبي الّذي أظن لله أشد نقمة.... فالله أشد بأسا وأشد تنكيلا، وإن لم يكنه ما أحب أن تقتل بي بريئا۔ (البدایہ والنہایہ ج 8 ص 42) میرا گمان جس کی طرف ہے اگر وہی قاتل ہے تو اللہ تعالیٰ منتقم حقیقی ہے اور اس کی گرفت بہت سخت ہے۔ اور اگر وہ نہیں تو میں نہیں چاہتا کہ میرے سبب کوئی بے گناہ مبتلائے مصیبت ہو۔"

اے گزرتے ہوئے زمانے ذرا ٹھہر جا!! بتا تو سہی کہ امام حسن سے پہلے بھی کسی نے اپنے قاتل کا معاملہ سپرد خدا کیا ہے؟ انتقام کے اسباب اور مواقع ہونے کے باوجود کس نے قاتل کا نام بتانے سے پرہیز کیا؟ روئے زمین پر ایسا کون انسان گزرا ہے جس نے اختیار ہونے کے باوجود اپنے بھائی کو کچھ کرنے سے روک دیا ہو؟ انصاف کسے کہتے ہیں؟ تحقیق کا تقاضا کیا ہوتا ہے؟ اس کا عملی سبق ساری دنیا کو امام حسن نے پڑھایا۔ وہ جانتے تھے کہ گمان محض سے تحقیق کا فائدہ نہیں ہو سکتا۔ نام ظاہر کر دیا جاتا تو ممکن ہے شدت جذبات اور نسبت رسالت کی بنا پر ملزم کو پہلی فرصت قتل کر دیا جاتا، لیکن ایسا قرین انصاف نہ ہوتا۔ خاندان نبوت تو انصاف و صداقت کا سب سے بڑا مرکز ہے۔ یہاں تو احتیاط کا آخری حصہ بھی نبھایا جاتا ہے اس لیے حسن مجتبیٰ نے مجسم صبر و رضا بن کر صفحۂ ہستی ہر اپنے انصاف کی تاریخ رقم کی اور انصاف کو نئی زندگی بخشی۔

ہر گزرتے ہوئے لمحے حسن مجتبیٰ کی پریشانی بڑھ رہی ہے، بے قراری کا دائرہ بڑا ہو رہا ہے۔ حسین آگے بڑھ کر بھائی کے قریب ہوتے ہیں، اپنے جذبات پر قابو پا کر یوں عرض کرتے ہیں:

"يا أبا محمد ما هذا الجزع؟ ما هو إلا أن تفارق روحك جسدك فتقدم على أبويك علي وفاطمة، وعلى جديك النبي ﷺ وخديجة، وعلى أعمامك حمزة وجعفر، وعلى أخوالك القاسم الطيب ومطهر وإبراهيم، وعل خالاتك رقية وأم كلثوم وزينب، قال: فسرى عنه۔ (البدایہ والنہایہ ج 8 ص 43) اے میرے بھائی! یہ پریشانی کیسی؟ بس روح ہی تو تن سے جدا ہو رہی ہے۔ عن قریب آپ بابا علی المرتضیٰ، امی فاطمہ کے حضور حاضر ہوں گے۔ نانا جان سید عالم ﷺ اور نانی جان سیدہ خدیجہ سے ملاقات ہوگی، ماموں قاسم و طاہر کی محبتیں ملیں گی اور چچا جناب جعفر اور سیدنا حمزہ کی شفقتیں آپ پر برس رہی ہوں گی۔ ایسے وقت میں اس بے قراری کا مطلب کیا ہے۔"

خدا ہی جانتا ہے حسین نے کس طرح اپنے جذبات پر قابو رکھ کر اپنے ماں جایے کو تسلی دی ہوگی۔ سینے میں اٹھتے درد کو دبا کر کس طرح بھائی کو مبارک بادی کے الفاظ پیش کیے ہوں گے، حسن مجتبیٰ نے نگاہیں اٹھا کر حسین کی جانب دیکھا، آنکھیں ڈبڈبا گئیں۔ دونوں بھائیوں کی آنکھیں ملیں تو حسین نے بھائی کے اشک اپنے سینے میں اترتے محسوس کیے۔ امام حسن نے بھائی حسین کی بات سن کر کہا:

"يا أخي إني أدخل في أمر من أمر الله لم أدخل في مثله، وأرى خلقا من خلق الله لم أر مثله قط۔ (البدایہ والنہایہ ج 8 ص 44) میرے حسین! میں ایک ایسے امر میں داخل ہونے والا ہوں جس کی مثل پہلے کبھی نہیں دیکھی۔"

اس وقت آنکھوں کے سامنے کربلا کا میدان اور تمہاری تنہائی نظر آ رہی ہے۔ کاش! میں اس وقت تک بقیہ ص ۳۵ پر

از مولانا انیس الرحمٰن حنفی رضوی *

محبت حسین اور اتباعِ شریعت

تاریخِ اسلام کے بعض واقعات محض تاریخی یادگار نہیں ہوتے بلکہ وہ امت کی فکری تشکیل، دینی بیداری اور عملی رہنمائی کا مستقل سرچشمہ بن جاتے ہیں۔ ان واقعات میں سانحۂ کربلا کو ایک منفرد اور نمایاں مقام حاصل ہے۔ یہ صرف ایک جنگ، ایک سیاسی اختلاف یا ایک المناک حادثے کا نام نہیں بلکہ حق و باطل کی کشمکش، اصول و مفادات کی آویزش، وفاداری و قربانی کی معراج اور دینِ اسلام کے تحفظ کے لیے پیش کی جانے والی بے مثال جانثاری کا عنوان ہے۔ کربلا کا تذکرہ آتے ہی نگاہوں کے سامنے صبر و استقامت، عزیمت و شجاعت، ایثار و وفا اور رضائے الٰہی کے لیے ہر چیز قربان کر دینے کا وہ عظیم منظر آجاتا ہے جس نے تاریخِ انسانیت کو ہمیشہ کے لیے متاثر کر دیا۔

حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت محض ایک فرد کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک فکر، ایک کردار اور ایک عملی نمونہ کے طور پر امتِ مسلمہ کے سامنے موجود ہے۔ آپ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے، حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے فرزند اور حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے لختِ جگر تھے۔ آپ کی پرورش اس گھرانے میں ہوئی جس کے در و دیوار وحی کی برکتوں سے منور تھے اور جہاں شب و روز سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کا عملی مظاہرہ ہوتا تھا۔ اسی لیے آپ کی پوری زندگی اطاعتِ الٰہی، اتباعِ رسول اور پاسداریِ شریعت کی روشن مثال نظر آتی ہے۔ قرآن مجید نے اہلِ ایمان کو ہمیشہ حق پر قائم رہنے، باطل سے اجتناب کرنے اور دین کے معاملے میں کسی قسم کی مداہنت سے بچنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

"وَلَا تَرْكَنُوْٓا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ. ترجمہ: اور ظالموں کی طرف مائل نہ ہونا ورنہ تمہیں آگ آ پکڑے گی۔" (سورۂ ہود: 113)

امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جد و جہد اسی قرآنی تعلیم کا عملی مظہر تھی۔ آپ نے امت کو یہ درس دیا کہ حق کی حفاظت اور شریعت کی بقا کے لیے اگر قربانی دینا پڑے تو مومن اس سے دریغ نہیں کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ نے وقتی مصلحتوں، دنیاوی فوائد اور سیاسی دباؤ کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے حق کا علم بلند رکھا اور تاریخ کے صفحات پر ایسی مثال قائم کی جس کی نظیر ملنا دشوار ہے۔ بدقسمتی سے وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ واقعۂ کربلا کے حقیقی پیغام سے توجہ کم اور بعض رسوم و مظاہر پر زور زیادہ دیا جانے لگا۔ محبتِ حسین کا دعویٰ تو عام ہے لیکن محبت کے تقاضوں کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے والے نسبتاً کم نظر آتے ہیں۔ یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ محرم الحرام کے ایام میں بعض مقامات پر ایسے اعمال انجام دیئے جاتے ہیں جن کا نہ تو قرآن و سنت میں کوئی ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی سیرتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی تائید ہوتی ہے۔ ان ایام میں جگہ جگہ ڈھول، تاشے اور دیگر آلاتِ لہو و لعب کے ساتھ جلوس نکالے جاتے ہیں، حالانکہ شریعت مطہرہ نے ایسے آلات سے اجتناب کی تعلیم دی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"میرے رب نے مجھے بانسری اور گانے باجے کے آلات کو توڑنے کا حکم دیا ہے۔" (مسند امام احمد بن حنبل)

ایک اور حدیثِ مبارکہ میں ارشاد فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے شراب اور جوا اور کوبہ (ڈھول) حرام کیا اور فرمایا: ہر نشہ والی چیز حرام ہے۔" (سنن الکبریٰ للبیہقی)

ان ارشادات کی موجودگی میں یہ سوال اپنی جگہ برقرار رہتا

* مضمون نگار جامعہ رضویہ زینت العلوم سرس کھیڑا ضلع مراد آباد یوپی کے پرنسپل ہیں۔

ہے کہ جس شخصیت نے اپنی پوری زندگی شریعتِ مصطفوی کی اطاعت میں بسر کی، کیا ان کی محبت کا اظہار ان کاموں کے ذریعہ کیا جا سکتا ہے جن سے خود شریعت نے منع فرمایا ہو؟ اسی طرح مروجہ تعزیہ داری بھی ایک ایسا موضوع ہے جس پر اہلِ علم نے مختلف ادوار میں گفتگو کی ہے۔ تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے کہ یہ طریقۂ کار خیر القرون میں معروف نہیں تھا۔ بعد کے ادوار میں بعض رسوم نے مذہبی شکل اختیار کر لی، حالانکہ دین کی اصل بنیاد کتاب اللہ، سنت رسول اور سلفِ صالحین کا فہم ہے۔ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"عشرۂ محرم میں تعزیہ داری اور تعزیے یا قبروں کی صورت بنانا جائز نہیں ہے۔" (فتاویٰ عزیزیہ، ص: ۲۰۷ مطبوعہ دہلی)

حقیقت یہ ہے کہ مروّجہ تعزیہ داری کے ساتھ اکثر ایسی متعدد رسومات بھی شامل ہو جاتی ہیں جو نہ صرف بے اصل ہوتی ہیں بلکہ بعض اوقات شرعی قباحتوں کا سبب بھی بنتی ہیں۔ کہیں نذر ونیاز کے تقدس کو مجروح کیا جاتا ہے، کہیں عوامی ہجوم کی صورت میں بے پردگی اور اختلاطِ مرد وزن پیدا ہو جاتا ہے، کہیں مذہبی عقیدت کے نام پر فضول خرچی اور نمود ونمائش کا بازار گرم ہوتا ہے اور کہیں محرم الحرام کے تقدس کو شور وغوغا اور غیر سنجیدہ سرگرمیوں کی نذر کر دیا جاتا ہے۔

افسوس کا مقام یہ ہے کہ ان اعمال میں شریک بہت سے افراد یہ سمجھتے ہیں کہ وہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کا حق ادا کر رہے ہیں، حالانکہ محبت کا حقیقی معیار جذباتی نعروں یا رسمی مظاہروں سے نہیں بلکہ اطاعت اور پیروی سے متعین ہوتا ہے۔ دنیا کا عام اصول ہے کہ جس سے محبت ہو، اس کی پسند کو اختیار کیا جاتا ہے اور جس سے عقیدت ہو، اس کے طریقے کو اپنایا جاتا ہے۔ پھر حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے محبت کا دعویٰ کرنے والوں کے لیے سب سے بڑا سوال یہی ہے کہ کیا ان کی زندگی میں امام حسین کی تعلیمات، ان کے کردار اور ان کے اسوہ کی جھلک نظر آتی ہے؟

اگر ہم سیرتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مطالعہ کریں تو معلوم ہوگا کہ آپ کی زندگی کا بنیادی وصف شریعت سے وابستگی تھا۔ آپ عبادت گزار تھے، متقی تھے، علم وحلم کے پیکر تھے، حقوق العباد کا خیال رکھنے والے تھے، اخلاقِ نبوی کے آئینہ دار تھے اور سنت رسول کے عاشق تھے۔ آپ کی شخصیت میں کہیں بھی غلو، بے اعتدالی یا دین سے ہٹ کر جذباتیت کا عنصر دکھائی نہیں دیتا۔ یہی وجہ ہے کہ حقیقی حسینیت کا مفہوم محض غم کا اظہار یا مخصوص رسومات کی ادائیگی نہیں بلکہ شریعتِ اسلامیہ کی پابندی ہے۔ حسینیت یہ ہے کہ انسان نماز کا پابند بنے، سنتوں کو زندہ کرے، اپنے معاملات کو شریعت کے مطابق ڈھالے، حلال و حرام کی تمیز پیدا کرے، اخلاقِ حسنہ اختیار کرے، ظلم کے خلاف آواز بلند کرے اور دین کی سربلندی کے لیے اپنی خواہشات کو قربان کر دے۔

واقعۂ کربلا ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ دین کے اصول وقتی جذبات سے بالاتر ہوتے ہیں۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امت کو یہ پیغام دیا کہ حق کا راستہ ہمیشہ آسان نہیں ہوتا، لیکن کامیابی اسی میں ہے کہ انسان ہر حال میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو مقدم رکھے۔ یہی وہ پیغام ہے جو آج بھی اتنا ہی زندہ اور مؤثر ہے جتنا چودہ سو برس پہلے تھا۔ آج امتِ مسلمہ کو ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ محرم الحرام کو محض چند ظاہری سرگرمیوں کا نام سمجھنے کے بجائے اس کے حقیقی پیغام کو سمجھے۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یاد کو زندہ رکھنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ ان کے مقصد کو زندہ رکھا جائے، ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کی جائے اور شریعتِ مطہرہ کو اپنی زندگی کا محور بنایا جائے۔

محبت حسین کا تقاضا یہ نہیں کہ انسان صرف زبان سے عقیدت کے دعوے کرے، بلکہ محبت کا اصل تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے اعمال سے ثابت کرے کہ وہ واقعی امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے راستے کا مسافر ہے۔ جس قدر ہماری زندگی سنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوگی، اسی قدر ہم حقیقی معنوں میں فکر حسینی سے وابستہ شمار ہوں گے اور جس قدر ہم شریعت سے دور

ہوں گے، اتنا ہی ہم اس عظیم مقصد سے دور ہوتے جائیں گے جس کے لیے امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے میدانِ کربلا میں اپنی جان کا نذرانہ پیش فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سچی محبت نصیب فرمائے، ان کی سیرت و کردار سے رہنمائی حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، شریعتِ مطہرہ پر استقامت بخشے اور ہمیں ان تمام رسوم و خرافات سے محفوظ رکھے جو دین کے اصل پیغام کو دھندلا دیتی ہیں، آمین۔ □□□

ص ۱۷ / کا بقیہ ....

بھر تک گھر میں برکت رہے گی، بہتر ہے کہ حلیم (کھچڑا) پکا کر حضرت شہید کربلا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فاتحہ کرے بہت مجرّب ہے، اسی تاریخ کو غسل کرے تو تمام سال ان شاء اللہ عزوجل بیماریوں سے امن میں رہے گا کیونکہ اس دن آبِ زم زم تمام پانیوں میں پہنچتا ہے۔ (اسلامی زندگی ص ۱۳۱ مطبوعہ دعوت اسلامی)

رب تعالیٰ ہمیں غلط رسومات و رواج اور غیر شرعی اعمال سے محفوظ رکھے اور ہمیں شہیدان کربلا کی اتباع کرنے اور ان کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔ □□□

ص ۲۵ / کا بقیہ ....

عشرہ محرّم میں نکاح و شادی بیاہ نہیں کرتا یہ صرف احترام شہدائے کربلا رضی اللہ عنہم میں کیا جاتا ہے مگر شرعی طور پر جب بھی آپ کسی عالم سے یہ پوچھیں گے کہ ماہِ محرّم میں شادی بیاہ یا نکاح کر سکتے ہیں یا نہیں تو ہر صاحب علم عالم دین از روئے شرع یہی جواب دے گا کہ جائز ہے کوئی ممانعت شرعاً نہیں ہے۔ مگر حیرت کی بات ہے کچھ لوگ جس فعل کو اللہ رب العزت اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ناجائز و حرام نہیں کیا اُس پر فتوے بازی اور گالم گلوچ کر رہے ہیں۔

خدا را شریعتِ مطہرہ کے ساتھ کھلوار مت کیجیے ہاں اگر کسی صاحب کے پاس نیا دین آ گیا ہے یا نئی شریعت آ گئی ہے تو اس کی روشنی میں حوالہ کے ساتھ ثابت کرے کہ ماہِ محرّم الحرام میں نکاح، شادی بیاہ حرام ہے یاد رکھیے کسی بھی کام کو حرام ثابت کرنے کے لیے نص قطعی کی ضرورت ہوتی ہے۔ آخری گزارش عشرہ محرّم الحرام کا احترام اور شہدا کربلا رضی اللہ عنہم کا غم و احترام ہر مسلمان کے دل میں ہے مگر جب بات شرعی مسلے کی ہو تو اس وقت شرعی دلائل کو مدِ نظر رکھا جاتا ہے نہ کی گالم گلوچ اور ضد بازی کو بسا اوقات ضد کی وجہ سے انسان اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے توہین شریعت کر کے اس لیے پھر عرض ہے خدا را شرعی مسائل پر بغیر علم و دلیل کے اپنی رائے نہ دیا کریں اور بحث سے گریز کریں اللہ تعالیٰ ہم سب کو احترامِ شریعت کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔ □□□

ص ۵۴ / کا بقیہ ....

حسنی نوری زید علمہ، وفضلہ وشرفہ ومجدہ، مفتی و قاضی شہر ضلع رامپور کی زیر نگرانی اس کتاب کی کمپوزنگ، قدیم اردو کی تسہیل، عربی و فارسی عبارات کی تخریج اور عام فہم انداز میں ان عبارات کا اردو ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کی۔

نیز فقیر نعیمی کو حضرت سید صاحب قبلہ دام ظلہ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے کتاب کی نظر ثانی و تصحیح اور چند نایاب و کمیاب کتابوں کو تلاش کر کے تخریج و تحشیہ مزید کتاب و صاحب کتاب کے تعارف میں 14 / صفحات کا مضمون لکھ کر اس خدمت میں قدرے حصہ داری کا شرف حاصل ہوا ہے۔ دعا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبول عطا فرمائے اور کتاب مستطاب کی برکتوں کے طفیل داڑھی منڈوں، فساق و فجار کو ہدایت نصیب فرمائے اور فقیر سمیت تمام خوش بخت طلبہ اور جامعہ کے جملہ اساتذہ کرام و سرپرست اعلیٰ ادارہ ھٰذا کو صاحب کتاب حضور شاہ سلامت اللہ رحمہ اللہ اور حضور محدث اعظم رامپور انزل اللہ علی قبرہ الرحمۃ والنور، کے فیضان سے مستفیض و مستنیر فرمائے اور خلوص و للّٰہیت سے مزید خدمت دین متین کی توفیق عطا فرمائے، آمین بجاہ النبی الامین الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم۔

احقر العباد: محمد ذوالفقار خان نعیمی ککرالوی غفرلہ ولوالدیہ
نوری دارالافتاء مدینہ مسجد محلہ علی خاں کاشی پور اتراکھنڈ

نوٹ: کتاب حاصل کرنے مولانا مبشر خان، متعلّم جامعہ اسلامیہ رامپور، سے رابطہ فرمائیں! موبائل نمبر: 7088778157

از: مفتی غلام مصطفیٰ نعیمی*

سفر کے خطرات اور طلبا و علما

دارالعلوم امجدیہ کے ایک طالب علم محمد فیضان رضا کی ادارے سے گھر جاتے وقت ٹرین میں ہوئی جھڑپ اور پراسرار گم شدگی ہم سے شدت کے ساتھ اس بات کا تقاضا کر رہی ہے کہ ہم لوگ اس بابت کوئی منصوبہ بندی کریں تاکہ اس طرح کے حادثات سے طلبہ/علما کو حتی الوسع کسی ناگہانی آفت سے بچایا جا سکے۔ گزشتہ سال بھی امجدیہ ہی کے دو طالب علم سڑک حادثہ میں شہید ہو گئے تھے۔ وائرل ویڈیو سے صاف ظاہر تھا کہ وہ حادثہ نہیں جان بوجھ کر کیا گیا حملہ تھا۔

اس دردناک سانحہ کے بعد بھی ہمارے یہاں اس حوالے سے کوئی قابل ذکر پیش رفت نہیں ہوئی، یہاں تک کہ اب مذکورہ طالب علم کا معاملہ سامنے آ گیا۔ اگر اب بھی ہم نے کوئی تدبیر اختیار نہیں کی تو آئے دن طلبا و علما ظالموں کا نشانہ بنتے رہیں گے، وطن عزیز میں درجن بھر زائد ادارے ایسے ہیں جہاں مختلف صوبوں کے سیکڑوں طلبہ زیر تعلیم رہتے ہیں۔ عیدالاضحیٰ/عید میلاد یا سالانہ تعطیل کے موقع پر طلبہ اپنے گھروں کو واپس لوٹتے ہیں۔ اچھے خاصے طلبہ پانچ سو تا پندرہ سو کلومیٹر کا سفر کرتے ہیں، یہ سفر بس اور اکثر ٹرین سے کیا جاتا ہے۔

عام طور پر اہل ادارہ چھٹی کا اعلان کر دیتے ہیں اور طلبہ اپنی سمجھ/سہولت اور دل چسپی کے مطابق ذرائع سفر اختیار کرتے ہیں۔ چند سال پہلے تک مذہبی شدت پسندی ایسی نہیں تھی اس لیے سفر خیر و خوبی سے ہو جاتا تھا لیکن اب اسلامی وضع قطع دیکھتے ہی شدت پسند جان بوجھ کر فتنہ گری کرتے ہیں۔ اس لیے سفری خطرات پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ اس لیے اہل مدارس کو چاہیے کہ وہ اعلان تعطیل سے پہلے طلبہ کے جانے کا محفوظ انتظام کریں۔ اس سلسلے میں چند نکات یہ بھی ہو سکتے ہیں:

کسی بھی طالب علم کو تنہا نہ بھیجا جائے۔ کم از کم چار پانچ طلبہ کا وفد ایک ساتھ روانہ ہو۔ طلبہ کے جانے کا روٹ پلان تیار ہو، جو طالب علم ایک ہی روٹ پر جانے والے ہوں، انہیں روٹ پلان کے مطابق روانہ کیا جائے۔ جس روٹ پر ایک یا دو طالب علم ہوں، انہیں اکیلے ہرگز نہ بھیجا جائے۔ ان کے ذمہ داران کو بلا کر ان کے ساتھ روانہ کیا جائے، جنرل ڈبوں کی بجائے ریزرویشن خصوصاً اے سی ریزرویشن کیا جائے۔ مانا کہ اے سی ریزرویشن مہنگا ہے، مگر جان سے زیادہ مہنگا نہیں۔

ذمہ داران ادارہ مقامی ریلوے اسٹیشن ماسٹر، جی آر پی اور آر پی ایف کے افسروں سے ملاقات کر کے طلبہ کی حفاظت اور ایسے حادثات کی روک تھام کی اپیل کریں۔ ایسی ملاقاتوں کو میڈیا/سوشل میڈیائی ذرائع سے وائرل بھی کریں۔ منظر اسلام بریلی، جامعہ نعیمیہ مرادآباد، جامعہ اشرفیہ مبارک پور، جامعہ امجدیہ گھوسی، دارالعلوم علیمیہ جمداشاہی اور جامعہ اسلامیہ روناہی جیسے اداروں کے ذمہ داران کا وفد ہنگامی طور پر وزیر ریل سے ملاقات کرے۔

ایسے حادثات کی جامع رپورٹ پیش کر کے اس پر سخت ایکشن کی ڈیمانڈ کرے۔ مرکزی اداروں کے ذمہ داران دہلی/ممبئی میں پریس کلب جیسے مقامات پر مین اسٹریم میڈیا (پرنٹ/الیکٹرانک) کو بلا کر کانفرنس کریں۔ اس موقع پر نمایاں یوٹیوبر انفلوئنسر کو بھی ضرور بلایا جائے اور ٹرین حادثات جیسے معاملات پر دوٹوک موقف کے ساتھ حکومت کو متوجہ کیا جائے۔

طلبا و علما سے گزارش

اوپر ذکر کردہ نکات اپنی جگہ لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ دوران سفر ہمیں ہی اپنا خیال رکھنا ہے۔ اس بابت چند بقیہ ص ۳۵ پر

* مضمون نگار ماہنامہ سواد اعظم دہلی کے چیف ایڈیٹر ہیں۔

تصنیف: امام فقیہ ابو اللیث نصر ابن محمد سمرقندی
ترجمہ: علامہ مفتی محمد صالح قادری بریلوی*

فکر آخرت

چوالیسویں قسط

گزشتہ سے پیوستہ

کئی لوگ مستحق لعنت

حکیمانہ قول: حضرت ہشام ابن عروہ (ابن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہم) اپنے والد صاحب سے نقل کرتے ہیں، فرمایا: حکمت میں مکتوب ہے: ملعون ہے وہ جس نے اپنے باپ پر لعنت کی، ملعون ہے وہ جس نے اپنی ماں پر لعنت کی، ملعون ہے وہ جو چالو راستے میں رکاوٹ کھڑی کرے اور جو اندھے کو بھٹکائے (۱) اور ملعون ہے وہ جو "بسم اللہ" کہے بغیر ذبح کرے۔ ملعون ہے وہ جو کھیتیوں باغوں وغیرہ کی تُخوم (میڑوں) کو بگاڑے۔ (مصنف علیہ الرحمہ نے کہا) اس سے مراد وہ حدود ہیں جو دو مالکوں کی زمینوں کے درمیان ہوتی ہیں اسے توڑ دے (کھسادے) اور بعض اہل علم کہتے ہیں کہ اس میں حدود حرم شریف کے نشانات بھی داخل ہیں، (جو حل وحرم کی پہچان کے لئے ہیں)

والدین پر لعنت کرنے کا کیا مطلب؟

توضیح از مصنف: ماں یا باپ پر لعنت کرنے کا ایک معنیٰ یہ بھی ہے کہ ایسا کام کرے جس کے سبب اس کے ماں باپ پر لوگ لعنت بھیجیں تو گویا اپنے ماں باپ پر خود لعنت کرے گا۔ (یعنی سبب لعنت بھی مثل لعنت ہے)

ماں باپ کو گالی دینا یا دلوانا، بہت بڑا جرم

حدیث شریف: (چنانچہ) کتب حدیث میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ان اکبر الذنب ان یسب الرجل والدیہ۔ یعنی یہ بہت بڑے گناہ کی بات ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔

عرض کیا گیا: حضور! کوئی اپنے والدین کو کیسے گالی دے گا؟ (یعنی ایسا نہ سنا نہ دیکھا) فرمایا: جو کسی اور کے ماں باپ کو گالی دیتا ہے تو وہ اس کے باپ ماں کو گالی دیتا ہے۔ (یعنی گالی کا سبب گویا گالی ہی ہے)

والدین کی ناراضی میں بُرے خاتمہ کا ڈر

ایک سبق آموز قصہ: حضرت ابان، حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں۔ عہد رسالت میں علقمہ نامی ایک نوجوان تھا اور وہ شدید الاجتہاد اور عظیم الصدقہ تھا۔ یعنی نیک کاموں میں بڑی کوشش محنت کرتا اور خیر خیرات بہت کرتا تھا، بیمار پڑا، بیماری شدت اختیار کرگئی (حتیٰ کہ قریب مرگ ہو گیا) اس کی عورت نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں فرستادہ بھیجا کہ "میرا شوہر نزع کے عالم میں ہے، میں نے سوچا کہ حضور کو اس کی حالت بتادوں۔" (یعنی گزارش ہے کہ حضور میرے یہاں تشریف لائیں اور بیمار کی شِدّت و دِقّت ملاحظہ فرما کر اس کی راحت کے لئے کچھ کریں)

سن کر رسول اللہ ﷺ نے (حاضرین میں سے) بلال، علی، سلمان اور عمار (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے فرمایا: تم لوگ (تفتیش حال کے لئے) علقمہ کے گھر جاؤ اور اس کی کیفیت دیکھو (اور پھر ہمیں خبر دو) وہ حضرات چلے گئے گھر میں داخل ہوئے۔ اس سے انہوں نے کلمۂ طیبہ پڑھنے کو کہا۔ اس کی زبان نے کام نہیں کیا۔ جب ان حضرات نے یقین کر لیا کہ یہ ہالک ہے (یعنی کسی گناہ کی پاداش میں مبتلا ہے، خطرے سے دوچار ہے) انہوں نے بلال کو حضور کی خدمت میں واپس بھیجا کہ جا کے حضور کو اس حالت کی خبر دیدو۔

(وہ گئے، خبر دے دی، سن کر) حضور علیہ الصلاۃ والسلام

[۱] اسی قبیل سے ہے راستے میں گندگی پھیلانا، ایذا کی چیز ڈالنا، غلط راستہ بتانا، راستے کی زمین دبانا، سڑکوں، گزرگاہوں پر جام لگانا وغیرہ، مترجم غفرلہ۔

* مترجم جامعۃ الرضا بریلی شریف کے صدر مفتی اور شیخ الحدیث ہیں۔

نے دریافت فرمایا: اس کے ماں باپ زندہ ہیں؟ عرض کیا گیا: باپ تو مر گیا ہے، ماں زندہ ہے جو بڑی بوڑھی، بہت عمر دراز ہے حضور نے بلال کو حکم دیا کہ ام علقمہ کے پاس جا اور اس کو میرا سلام کہہ۔ پھر اس سے کہنا اگر اسے مجھ تک چل کے آنے کی طاقت ہو (تو چل حضور نے تجھے یاد کیا ہے) ورنہ یہیں ٹھہری رہ تا کہ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خود تیرے پاس تشریف لے آئیں۔ (حضرت بلال گئے) اسے خبر دی۔ (اس نے سن کر) کہا میری جان حضور کے لئے فدا ہو۔ حضور کے پاس میں خود جاؤں گی یہی زیادہ ٹھیک ہے۔

یہ کہہ کر اُٹھی اور چھڑی لی، اپنے پیروں چل کے حضور تک آئی اور سلام عرض کیا۔ حضور نے جواب دیا اور وہ حضور کے سامنے بیٹھ گئی۔ حضور نے فرمایا (میں تجھ سے علقمہ کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہتا ہوں تو) کیا تو مجھے سچ سچ بتائے گی؟ اگر تو نے مجھ سے (ذرا بھی) جھوٹ بولا تو (سمجھ لے کہ) فوراً اللہ کی طرف سے مجھے وحی آجائے گی، بتا! کیف کان حال علقمه؟ علقمہ کا ڈھنگ، طور طریقہ کیسا تھا؟ بوڑھی نے عرض کیا: یارسول اللہ وہ اتنی اتنی نمازیں پڑھتا، اتنے اتنے روزے رکھتا اور ڈھیروں درہم خیرات کرتا جن کی نہ گنتی معلوم ہے نہ وزن (یعنی وہ بڑا دیندار، نیک اطوار ہے) حضور نے فرمایا: (اب یہ بتا کہ) تیری اور اس کی باہمی حالت کیسی ہے؟ عرض کیا: یارسول اللہ! میں اس سے سخت ناخوش ہوں، بہت غصہ میں ہوں۔ حضور نے فرمایا: کس وجہ سے (تو اتنی ناراض ہے)؟ عرض کیا: حضور! یہ اپنی عورت کو مجھ پر ترجیح دیتا تھا، ہر معاملہ میں اس کی اطاعت اور میری نافرمانی کرتا تھا۔ حضور نے فرمایا: (کلمہ نہ پڑھ سکنے کی وجہ معلوم ہوگئی اور وہ یہی ہے کہ) ماں کی ناراضگی نے کلمۂ شہادت پڑھنے سے اس کی زبان روک دی ہے۔

پھر حضرت بلال کو حکم دیا: جا اور جلانے والی بہت سی لکڑیاں جمع کر، تا کہ میں علقمہ کو آگ میں جلا دوں (تا کہ وہ جا کنی کی اس شدت سے چھوٹے) ام علقمہ نے عرض کیا: یارسول اللہ کیا حضور میرے بیٹے کو میرے دل کے پھل کو میری موجودگی میں آگ میں جلائیں گے۔ میرا دل اسے کیسے برداشت کر سکے گا؟ تو حضور نے اس سے فرمایا: اے علقمہ کی ماں ”عذاب اللّٰه اشد وابقی۔ اللہ کا عذاب تو اس سے زیادہ سخت اور دیرپا ہے۔“ لہٰذا اگر یہ اچھا لگے تجھے کہ اللہ تعالیٰ تیرے بیٹے کی مغفرت فرما دے تو تو بیٹے سے راضی ہو جا (یعنی دل سے معاف کر دے تو اس سے سچ مچ راضی ہو جا، ناخوشی کا شائبہ بھی دل میں نہ رہ جائے) قسم اس کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اس کو نہ اس کی نمازیں نفع دیں گی نہ خیر خیرات جب تک تو اس سے ناراض رہے گی تو اس نے اپنے ہاتھ اوپر کو اٹھائے اور عرض کرنے لگی: یارسول اللہ میں اللہ کو، آپ کو اور سب حاضرین کو گواہ کرتی ہوں کہ میں علقمہ سے راضی ہوگئی ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا: اے بلال جا کر دیکھ، آیا علقمہ (اب اس لائق ہو گیا کہ) لاالہ الا اللہ زبان سے کہہ سکے؟

(راوی کا بیان ہے یہ حضور نے اس لئے کہا تھا کہ) شاید ام علقمہ نے جو بات زبان سے بولی ہے وہ اس کے دل میں نہ ہو رسول اللہ سے حیا کی وجہ سے (اوپر کے دل سے کہہ دی ہو) حضرت بلال گئے۔ جوں ہی دروازہ تک پہنچے انہیں علقمہ کی آواز سنائی دی۔ وہ کہہ رہے تھے لا الہ الا اللّٰہ، جب وہ اندر آئے تو (وہاں موجود لوگوں کو بتایا کہ) ام علقمہ کی ناراضگی نے اس کی زبان کو ادائے شہادت سے روک دیا تھا اور اب بے شک اس کی رضامندی نے زبان کو آزاد کر دیا۔ راوی نے کہا۔ پھر وہ اسی روز انتقال کر گئے (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)۔ (انتقال کی خبر ملنے پر) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اسے غسل دلانے، کفن پہنانے کا حکم دیا اور پھر خود اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر قبر کے کنارے کھڑے ہو کر (صحابہ کرام سے نصیحتاً) فرمایا:

ماں پر بیوی کو فوقیت دینے کی سزا کا بیان

حضور کی مبارک نصیحت

”یَا مَعْشَرَ الْمُهَاجِرِیْنَ وَالْأَنْصَارِ مَنْ فَضَّلَ زَوْجَتَهٗ عَلٰی اُمِّهٖ فَعَلَیْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَلَا یُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ۔ (ترجمہ) اے مہاجرین وانصار کی جماعت (سنو!) جو اپنی ماں پر بیوی کو برتری دے گا، اس پر اللہ کی لعنت اور اس کا نہ صَرف قبول کیا جائے نہ عدل۔ یعنی نہ فرائض نہ نوافل۔“

(مصنف علیہ الرحمۃ نے کہا) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَقَضٰى رَبُّكَ أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلاَهُمَا فَلاَ تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَّلاَ تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيماً وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيراً رَّبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي نُفُوسِكُمْ إِن تَكُونُواْ صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلأَوَّابِينَ غَفُوراً (ترجمہ) اور اے پیارے نبی! تمہارے رب نے حکم صادر فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور یہ کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ اگر اے سننے والے (کسے باشد!) ان میں کا ایک یا دونوں تیرے سامنے بُڑھاپے کو پہنچ جائیں تو اُن سے اُف نہ کہنا اور نہ انہیں جھڑکنا اور ان سے حسن ادب کے ساتھ بطرز تعظیم، تکلم کرنا۔ ان کے لئے تذلل وعاجزی کا بازو بچھا رحم دلی سے اور ان کے لئے دعا مانگ کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم فرما۔ جیسا کہ انہوں نے مجھے بچپن میں اچھی طرح پالا پوسا۔ تمہارا رب خوب جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے اگر تم نیک ولائق ہوئے تو بے شک وہ بکثرت توبہ کرنے والے کے لئے بڑی بخشش والا ہے۔"

[سورۂ بنی اسرائیل — ۲۳ تا ۲۵]

تفسیر وتوضیح: اس کی تفسیر میں حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو آیا ہے اس کا ماحصل یہ ہے کہ:

قولہ تعالیٰ (وَقَضٰى رَبُّكَ) کا معنٰی ہے: أَمَرَ رَبُّكَ تمہارے رب نے حکم دیا اور قولہ تعالیٰ (أَلاَّ تَعْبُدُواْ إِلاَّ إِيَّاهُ) کا معنٰی ہے: ألَّا توحدوا غیر اللہ یعنی (رب نے حکم دیا) اس بات کا کہ اللہ ہی کو الوہیت میں یکتا اعتقاد کرو۔ (یعنی اس کے سوا کسی کو مستحق عبادت نہ مانو)۔ (مصنف علیہ الرحمہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہاں ابن عباس کے نزدیک کلمۂ (إلّا) بمعنی غیر ہے اور عبادت بمعنی توحید ہے اور آگے فرمایا) ایک قول اس کی تفسیر میں یہ آیا ہے کہ کلمۂ (إلّا) اپنے استثنائی معنی ہی میں ہے اور عبادت سے مراد ہے اطاعت۔ تو قول ثانی کے طور پر کلمۂ مذکورہ کا معنی یہ ہوگا کہ اے بندو! معصیت میں کسی کا کہنا نہ مانو بلکہ اللہ ہی کی اطاعت کرو اُن کاموں کی بجا آوری میں جن کے کرنے کا اس نے امر فرمایا ہے۔

اور قولہ تعالیٰ (وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَاناً) اور اللہ نے حکم دیا والدین کے ساتھ احسان کرنے کا۔ یہاں احسان سے مراد یہ ہے کہ ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور ان پر نرم ومہربان رہے۔ (یعنی اچھی اور جائز جملہ تدابیر سے ان کے ساتھ بھلائی کرے تاکہ وہ راضی وخوش رہیں) اور قولہ تعالیٰ (إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِندَكَ الْكِبَرَ) میں کلمۂ (کبر) سے مراد ہے هرم، یعنی سخت بڑھاپا اور قولہ (فَلاَ تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ) کا مطلب ہے (فلا تقذرهما ولا تقل لهما قولا رديئا) یعنی اگر تیری موجوگی میں دونوں میں سے ایک یا دونوں شدید بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان سے گھن ہرگز مت کر اور نہ ان سے بھونڈی بات بول۔

اور ایک قول اس کی تفسیر میں یہ آیا ہے کہ جب دونوں بڑھاپے (یعنی سخت ناتوانی کی عمر) کو پہنچ جائیں اور دوسرں کی مدد کے محتاج ہوجائیں کہ کوئی ان کا بول براز وغیرہ اٹھایا کرے تو تو اس خدمت کے وقت اپنی ناک مت پکڑ (یعنی گھن کا اظہار تک نہ ہونے دے) اور منہ مت بگاڑ کیونکہ انہوں نے تیرے لئے یہ سب کام تیرے بچپنے میں کئے ہیں اور تجھ سے بہت مرتبہ انہیں اس طرح کا سابقہ پڑا ہے۔

اور قولہ تعالیٰ (وَّلاَ تَنْهَرْهُمَا) کا معنی ہے (لا تغلظ لهما بالقول) یعنی انہیں جھڑک مت۔ (ان سے سخت کلامی مت کر، ناشائستہ الفاظ مت بول) اور قولہ تعالیٰ (وَقُل لَّهُمَا قَوْلاً كَرِيماً) میں قولِ کریم سے مراد ہے "نرم قول ہلکا اور اچھا بول" اور قولہ تعالیٰ (وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ) کا معنی ہے (كن ذليلا رحيما عليهما) یعنی ان کے سامنے ذلیل بنا رہ (گویا تو بھیگا چوہا ہے) ان پر مہربان رہ، اور قولہ تعالیٰ (وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا) کا معنی ہے (اذا ماتا فادع لهما بالمغفرة) یعنی جب وہ مریں تو ان کے لئے رب کریم سے (رحم و) مغفرت کی دعا کر۔ ………جاری

نوٹ: اپریل ۲۰۲۶ء میں فکر آخرت کی بیالیسویں اور مئی میں تینتالیسویں قسط چھپی ہے، غلطی سے دونوں مہینوں میں اکتالیسویں قسط تحریر ہوگئی ہے۔ (ادارہ)

آج کا مسلمان اور تنہا سفر

(از: غلام مصطفےٰ قادری سبحانی

تنہا سفر کرنے سے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کیوں منع فرمایا؟ حدیث پاک میں آیا:

"جاء رجلٌ فسلّم على النبيّ ﷺ خارجًا مِن مكةَ فسأَله النبيُّ ﷺ: أصحِبتَ مِن أحدٍ؟ قال: لا، قال النبيُّ ﷺ: الواحدُ شيطان، والاثنانِ شيطانانِ، و الثلاثةُ رَكْبٌ. حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں خارج مکہ سے ایک صحابی آئے اور انہوں نے حضور کو سلام کیا، تو حضور نے ان سے پوچھا کیا تم نے کسی کو اپنا ساتھی نہ بنایا؟ (یعنی سفر میں تم نے کسی کو ساتھی نہیں بنایا) انہوں نے کہا: نہیں! تو حضور نے فرمایا: ایک شیطان ہے، دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہے۔"

یعنی تنہا سفر کرنا شیطان اور اس کے ماننے والوں کے وسوسے سے خالی نہیں ہے، اسی لیے حضور نے فرمایا: ایک شیطان ہے۔ یہاں پر تنہا سفر کرنے کی مذمت بیان کی گئی ہے اور جماعت میں سفر کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اسی مفہوم کی ایک حدیث نور الانوار جلد اوّل صفحہ نمبر 351 اور 352 پر ہے، جہاں پر علامہ ملا جیون علیہ الرحمہ نے تنہا سفر کرنے سے حضور نے کیوں منع فرمایا اور سفر میں کم از کم تین لوگوں کا ہونا ضروری ہے، یہ کیوں فرمایا: صاحب نور الانوار لکھتے ہیں:

"فانه علیه السلام نهى اولا عن مسافرة الواحد والاثنين لضعف الاسلام وغلبة الكفار فقال عليه السلام الواحد شيطان والاثنان شيطانان والثلثة ركب اى جماعة كافية ثم لما قوى الاسلام رخص للاثنين و بقى الواحد على حاله فقال عليه السلام الاثنان فما فوقها جماعة۔ ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابتدائے اسلام میں تنہا سفر کرنے سے منع فرمایا، مسلمانوں کے کم ہونے کی وجہ سے اور کفار کی زیادتی کی وجہ سے، تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا: ایک شیطان ہے، دو شیطان ہیں اور تین جماعت ہے یعنی تین جماعت کافی (سفر کے لئے) ہے۔"

پھر جب اسلام مضبوط ہو گیا یعنی مسلمان زیادہ ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دو کو ایک ساتھ سفر کرنے کی اجازت دی اور ایک کا حکم پہلے ہی والا رہا، آگے حضور نے فرمایا: دو اور دو سے اوپر یہ جماعت ہے۔ یعنی سفر میں کم از کم دو لوگوں کا ہونا ضروری ہے۔ ہمارا ملک ہندوستان کہنے کو تو دار الاسلام ہے لیکن یہاں حکومت اغیار کی ہے اور غلبہ بھی انھیں کا ہے۔ تو فی زمانہ حالات اور اور پے در پے ہونے والے المناک حادثات کو مدنظر رکھتے ہوئے مسلمانان ہند کو اسی حدیث پر عمل کرنا چاہیے اور حتی الامکان تنہا سفر کرنے سے گریز کرنا چاہیے، اللہ تمام مسلمانان ہند کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

□□□

مولانا توصیف کے بعد کچھ کرنے کے کام

(از: محمد زاہد علی مرکزی چیرمین تحریک علمائے بندیل کھنڈ

اسلامی وضع قطع والے افراد پر حملہ بڑھتا جا رہا ہے اور یہ آسان ہے کہ دور سے ہی پہچان دکھ جاتی ہے، ماحول تو نہایت خراب ہے، کل یا پرسوں دہلی میں ایک سولہ سالہ بچے کو چاقو وں سے گود کر قتل کر دیا گیا ہے۔ عوام یا تو خاموش حمایتی بن کر کھڑی رہتی ہے یا ویڈیو بناتی ہے مگر تعجب ہے کہ مولانا توصیف رضا پر ہونے والے حملے کا نہ تو اب تک کوئی ویڈیو آیا اور نہ ہی فوٹو۔ یعنی وہاں موجود عوام نے اب تک کے واقعات سے ایک قدم آگے رکھ دیا ہے۔

اب ملزمین کے فوٹو اور ویڈیوز بھی نہیں جاری ہوئے یعنی بطور ہندو انھوں نے پورا ساتھ دیا ہے، ایسا اب تک دیکھنے کو نہیں ملا تھا۔ یہ نیا ٹرینڈ ہماری مصیبت مزید بڑھا رہا ہے کیوں کہ بغیر ثبوت کیس مضبوط نہیں بنے گا اور جانچ بھی سست رہے گی خیر! دیر سویر ان شاء اللہ تعالیٰ کچھ نہ کچھ ہاتھ آئے گا اور ظالموں کو انجام

مختصرات

بھگتنا ہوگا لیکن ہم یہاں کچھ نکات بیان کرتے ہیں جن پر ہمیں اور آپ کو عمل کرنا چاہیے تو کافی راحت ہو سکتی ہے۔

(1) فیس بک پر ٹائم برباد کرنے سے بہتر حساس مسائل میں ایکس (x) یعنی ٹویٹر پر آنا چاہیے۔ کل شام پانچ بجے ہماری ٹیم روشن مستقبل نے ٹرینڈ رکھا تھا لیکن لوگوں نے شرکت نہیں کی۔ ٹرینڈز کے ذریعہ اپنی بات کسی بھی منتری، منترالیہ، ورلڈ لیول لیڈران، ہیومین رائٹس، ریڈ کراس، ورلڈ واچ اور دنیا بھر کے میڈیا ہاؤسز کے سامنے رکھی جا سکتی ہے اور مدا انٹرنیشنل بنایا جا سکتا ہے، لہٰذا ٹویٹر ٹرینڈز میں شرکت کریں۔

(2) اب ہم لوگوں کو چاہیے کہ ٹرینڈ کے ذریعے ریل منتری، سی آر پی ایف، جی آر پی سے یہ مانگ کریں کہ ہر کوچ میں ٹھیک ٹھاک تعداد میں کیمرے لگائے جائیں۔

(3) اس کے علاوہ ہر ڈبے میں ریلوے پولیس کی تعیناتی کی جائے اور یہ تعداد تین سے چار نفر ہوتا کہ اس طرح کے مزید حادثات روکے جا سکیں۔

(4) ریلوے سے یہ مانگ بھی کی جائے جنرل ڈبہ ہو یا سلیپر سیٹوں کے حساب سے ہی ٹکٹ دیے جائیں اور بے ٹکٹ افراد کتنے ہی کیوں نہ ہوں انھیں پکڑ کر بھاری جرمانہ یا تین ماہ قید کی سزا دی جائے تا کہ بے جا افراد سوار ہی نہ ہو سکیں۔

(5) ٹرینوں کی ٹائمنگ کو لے کر بھی آواز اٹھائی جائے اور ریلوے سے اسے سدھارنے کے لیے پرزور مطالبہ کیا جائے۔

اس مصیبت سے بھی ہر فرد پریشان ہے، یہ ایسی مانگیں ہیں کہ ملک بھر سے افراد شریک ہوں گے اگر ان مطالبات میں سے کچھ بھی مان لیے گئے تو حادثے یقینی طور پر کم ہوں گے اور پورے ملک کو فائدہ ہوگا۔

نوٹ: مولانا مرحوم کی مالی امداد جاری ہے مختلف صوبوں سے مختلف تنظیموں نے خوب مدد کی ہے جو اچھی بات کوشش جاری رہنا چاہیے کیوں کہ ابھی انھیں اس لڑائی کے لیے بہت کچھ خرچ کرنا پڑے گا۔

□□□

ص ۵۱ کا بقیہ......................

ان کے آگے حور و غلماں شوخ اتراتے نہیں
با ادب رہتے کھڑے بے بات مسکاتے نہیں
برتری آواز میں بھی قدسیاں لاتے نہیں
ان کے گھر میں بے اجازت جبرئیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں قدر و شان اہل بیت

رشک میں ہیں حور و غلمانِ بہشتانِ خدا
آسماں میں درمیانِ قدسیاں ہے غلغلہ
کیا مقدر پایا اس نے دیکھو ہر اک جان کا
مصطفیٰ بائع خریدار اس کا اللہ اشترٰی
خوب چاندی کر رہا ہے کاروان اہل بیت

آزمائش میں گھرا ہے سربراہِ حسن و عشق
ہو رہا ہے اب گہن آلود ماہِ حسن و عشق
عرش سے ٹکرا رہی ہے آج آہِ حسن و عشق
رزم کا میداں بنا ہے جلوہ گاہِ حسن و عشق
کربلا میں ہو رہا ہے امتحان اہل بیت

جو کیے وعدے سبھی اپنے نبھائے دوست نے
جنگ کرنے کے سلیقے سب سکھائے دوست نے
کیا حسیں منظر دکھائے ہیں رضائے دوست نے
پھول زخموں سے کھلائے ہیں ہوائے دوست نے
خون سے سینچا گیا ہے گلستان اہل بیت

قاسم و عباس اور حر بن ریاحی ذی وقار
سالم و عامر ہو یا قیس و سعیدِ دل فگار
اصغر و اکبر حسین مصطفائے کردگار
حوریں کرتی ہے عروسان شہادت کا سنگار
خوبرو دولہا بنا ہے ہر جوانِ اہل بیت

زندگی کی ہو رہی تجدید آبِ تیغ سے
پل میں بر آئی ہے سب امید آبِ تیغ سے
مل گئی حلقوم کو تبرید آبِ تیغ سے
ہو گئی تحقیق عید دید آبِ تیغ سے
اپنے روزے کھولتے ہیں صائمان اہل بیت

بقیہ اگلے مہینے میں

جیتے جی دیکھ لوں دربار تو میں رشک کروں

(از: مولانا اشرف رضا قادری، بریلی شریف

حاضری ہو مری سرکار تو میں رشک کروں
جیتے جی دیکھ لوں دربار تو میں رشک کروں

سامنے دیکھ کے مجھ کو یہ کہیں حور و ملک
ہے یہ دیوانۂ سرکار تو میں رشک کروں

شبِ تاریکیِ مرقد کو مٹانے کے لیے
آقا ہو آپ کی پیزار تو میں رشک کروں

شہر طیبہ میں پہنچ کر یہ دعا کی میں نے
حاضری ہو مری ہر بار تو میں رشک کروں

باادب پیش کروں گا میں سلاموں کی لڑی
حشر میں جب کہ ہو دیدار تو میں رشک کروں

اہلِ محشر کہیں سبطینؔ کا خادم مجھ کو
ایسا ہو گر مِرا کردار تو میں رشک کروں

جن کو پروانۂ جنت میرے آقا دیں گے
ان میں ہو یہ بھی گنہگار تو میں رشک کروں

تم تو حسانؔ و رضاؔ کے ہو مقلد اشرفؔ
کاش کہہ دیں مرے سرکار تو میں رشک کروں

رب نے بنایا خوب سراپا حسین کا

(از: پھول محمد نعمت رضوی، سرلاہی، نیپال

کھلتا ہوا گلاب ہے چہرہ حسین کا
رب نے بنایا خوب سراپا حسین کا

دیوانہ وار جاتے ہیں دیدار کے لیے
مرکز ہے سب کی نظروں کا روضہ حسین کا

ہم ہی فقط مناتے نہیں یاد کربلا
دونوں جہاں میں ہوتا ہے چرچا حسین کا

بازی لگا دی جان کی اسلام کے لیے
اس واسطے ہے سارا زمانہ حسین کا

بقیہ ص ۲۹ پر

تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت

(از: مولانا محمد جسیم اکرم مرکزی، پورنوی

صاحبِ قدر و کرامت قدردان اہل بیت
کیوں مسرت سے نہ مچلیں عاشقان اہل بیت

یہ ملا ان کو نبی سے ارمغان اہل بیت
باغ جنت کے ہیں بہر مدح خوان اہل بیت

تم کو مژدہ نار کا اے دشمنان اہل بیت
عقل انساں سے ورا ہے آن بانِ اہل بیت

عرش اعظم سے فزوں تر ہے مکان اہل بیت
ہم کہاں ہیں اور کہاں ہے خاندان اہل بیت

کس زباں سے ہو بیانِ عز و شان اہل بیت
مدح گوئے مصطفیٰ ہے مدح خوان اہل بیت

جن کو شاہ طیبہ نے فرمایا سردار جناں
ہے سر تسلیم خم جن کے لیے دونوں جہاں

جن کی ہیں ساری ادائیں عکس سلطان زماں
ان کی پاکی کا خدائے پاک کرتا ہے بیاں

آیۂ تطہیر سے ظاہر ہے شان اہل بیت
صبر اسمٰعیل دیں جذبات ابراہیم دیں

بادشاہی دو جہاں کی، کوثر و تسنیم دیں
خود کھڑے ہو کر سبھی کے سامنے تکریم دیں

مصطفیٰ عزت بڑھانے کے لیے تعظیم دیں
ہے بلند اقبال تیرا دودمان اہل بیت

بقیہ ص ۵۰ پر

بریلوی تھے، ہیں، رہیں گے ہم بریلوی سدا

(از: علامہ سید اولاد رسول قدسیؔ، کیلیفورنیا، امریکہ

وفا شعار حق بنیں گے ہم بریلوی سدا
بریلوی تھے، ہیں، رہیں گے ہم بریلوی سدا

ہے مسلک رضا عقیدہ و عمل کا پاسباں
ہے سانس جب تلک کہیں گے ہم بریلوی سدا

بقیہ ص ۳۵ پر

منظومات

آٹھواں عرس تاج الشریعہ! ایک نظر میں

آٹھواں عرس تاج الشریعہ ۵ – ۶ ر ذیقعدہ ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۴ – ۲۵ / اپریل ۲۰۲۶ء بروز جمعہ و ہفتہ جامعۃ الرضا کی وسیع وعریض صحن میں بڑے ہی تزک واحتشام کے ساتھ منعقد ہوا، لاکھوں عاشقان تاج الشریعہ وعلمائے کرام اور ہزاروں مشائخ کرام نے والہانہ شرکت کی۔

اس موقع پر جانشین تاج الشریعہ قائد ملت حضرت علامہ مفتی عسجد رضا خان قادری نوری بریلوی کا بھی ایک مختصر اور خصوصی خطاب ہوا، آپ نے فرمایا: چاہے کوئی بھی ہو، کہیں کا بھی ہو، چاہے عسجد ہی کیوں نہ ہو، اگر بزرگوں کی روش پر نہیں تو اسے نہیں مانا جائے گا۔ بزرگوں کے اعراس کا فائدہ یہی ہے کہ ان کی تعلیمات لوگوں کو بار بار یاد دلائی جائیں۔

حضرت مفتی سید کفیل ہاشمی صاحب استاذ منظر اسلام بریلی شریف نے حضور تاج الشریعہ کی مقبولیت عوام وخواص میں کس قدر تھی، ان کا انداز محدثانہ کیسا تھا، اس پر روشنی ڈالی، آپ کے تبلیغی اسفار کا تذکرہ بھی فرمایا۔ اس موقع پر سید حسنین بقائی صاحب نے "بریلوی" عنوان پر ایک نظم پیش فرمائی، مزید آپ نے پدرم سلطان پر بھی بیان فرمایا۔

مفتی شمشاد احمد مصباحی جامعہ امجدیہ گھوسی نے برصغیر کے مجددین کا تذکرہ کیا، نیز اعلیٰ حضرت کی محبت دین حق کی محبت ہی ہے اور اعلیٰ حضرت کا مقابلہ باطل فرقوں سے کس طرح تھا، ان کی سرکوبی کیسے کی، مزید سنی حنفی کی پہچان اس دور میں مسلک اعلیٰ حضرت سے ہوتی ہے اور آپ نے بھی دو چار جملے میں پدرم سلطان بود کا جو طعنہ دیتے ہیں ان کا رد کیا اور آپ نے "بریلوی" لفظ کو مسلک اعلیٰ حضرت کا مترادف قرار دیا۔

مولانا انیس عالم سیوانی نے حضور تاج الشریعہ کے علمی خدمات پر مفصل تقریر فرمائی نیز حضور تاج شریعہ کا تصلب فی الدین کیسا تھا اور حضور قائد ملت کی خدمات کیا کیا ہیں، اس کو اجاگر کیا مزید آپ نے دو چند جملے بریلوی ہونے پر ہمیں فخر ہے، کے حوالے سے بیان فرمایا۔ حضرت مفتی اختر حسین علیمی صاحب جامعہ علیمیہ جمد اشاہی نے والعصر کی بہترین تفسیر فرمائی، کامیاب انسان کون ہے، اس پر بھی آپ نے گفتگو فرمائی۔

صاحب عرس کامیاب کیسے؟ مزید آپ نے شد المشارع کی وجہ تالیف بیان فرمائی، الصحابۃ نجوم الاھتدا کی وجہ تالیف بیان فرمائی اور حضرت سلیمان اعمش راوی کی ثقاہت پر حضور تاج الشریعہ نے کس طریقے سے اپنا ایک مضمون تحریر فرمایا، اس کا واقعہ بیان فرمایا نیز آپ نے خانوادۂ اعلیٰ حضرت کی خدمات کو بھی بیان فرمایا۔ حضرت مفتی گلزار صاحب استاذ جامعۃ الرضا نے دور حاضر کے فتنوں سے بچنے کی صحیح ترکیب اور نئے نئے فتنوں سے کس طریقے سے بچا جائے اس پر بیان کیا مزید مسلک اعلیٰ حضرت پر چلنے کی تاکید فرمائی۔ سید فرقان میاں صاحب نے حیات حضور تاج الشریعہ اور ان کی علمی بصیرت پر بہترین مختصر خطاب فرمایا۔

مولانا طفیل احمد مرکزی تخصص سال اوّل نے قرآن وحدیث کے حوالے سے "پوری دنیا میں مسلمانوں کی پسپائی کا سبب کیا ہے" پر بیان فرمایا اور اس کا حل بھی بیان کیا۔ مولانا حسن رضا مرکزی فاضل جامعۃ الرضا نے دشمن احمد پہ شدت کیجئے اس حوالے سے بہترین بیان کیا اور مزید اس کی تفصیل کی، قرآن وحدیث سے نہایت ہی عمدہ انداز میں فرقہ باطلہ کا رد اور سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا درس دیا۔ رفاقت حسین متعلم جامعۃ الرضا نے حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالی عنہ کی افضلیت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں عربی زبان بیان فرمایا مزید رافضیت، مولائیت کا رد پیش کیا۔ محمد ریحان رضا تخصص سال اوّل نے تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہ خدا اس موضوع پر انگریزی میں تقریر فرمائی بہترین انداز اور خوبصورت بیان۔ تفید الحق متعلم جامعۃ الرضا نے رد روافض ونواصب فرمایا مزید عظمت صحابہ کو قرآن وحدیث سے بیان فرمایا۔

تقریب ثانی

حضرت مفتی عاشق حسین کشمیری نے اس زمانے میں لوگوں کے جلوت اور خلوت میں جو تضاد پایا جاتا ہے، اس کا مدلل مفصل

اور مفسر رد فرمایا۔ قرآن مجید کی آیتوں سے منافقین کے دورخا انداز اور دہرے چہرے کو بے نقاب کیا اور عصر حاضر کے منافق نما چہرہ رکھنے والوں کی پرزور مذمت تردید فرمائی، مزید آپ نے اس کی بھی وضاحت فرمائی کی انسان کب کسی کا مظہر اتم بنتا ہے اور کسی کا مظہر ہونے کے لیے اس ذات کی خصوصیات وصفات اپنے اندر بدرجہ اتم موجود ہونا چاہیے۔

نیز زمانے سے فتنہ کھڑا کیا گیا تھا مرکز یہاں نہیں وہاں، وہاں نہیں یہاں، اس طرح کے جملوں پر شدید گرفت فرمائی اور واضح فرمایا کہ مرکز عقیدت اور مرکز علم آج بھی بریلوی شریف ہے کل بھی بریلی شریف تھا اور آگے بھی بریلی شریف ہی رہے گا کیونکہ بریلی شریف کو مرکز بزرگوں نے چنا، بزرگوں نے بنایا ہے بزرگوں کی نظر عنایت سے بریلی شریف مرکز علم وعقیدت ہے۔

مفتی شہزاد عالم مصباحی نے لفظ بریلوی کی مفصل تشریح فرمائی، آپ کا یہ طرہ امتیاز ہے کہ آپ جو گفتگو فرماتے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں فرماتے ہیں، لہٰذا آپ نے قران وحدیث کی روشنی میں دو مقدمے ترتیب دیئے اور نتیجہ قارعین وسامعین پر چھوڑا۔ آپ ایسی شخصیت ہیں کہ آپ یہ نہیں دیکھتے کہ غلطی کرنے والا گھر کا ہے یا باہر کا ہر ایک کی غلطی کو یکساں نظر سے دیکھتے ہیں اور اس کی تردید کرنے میں ذرہ برابر بھی تامل نہیں کرتے ہیں۔

مفتی افضال رضوی صاحب نے امسال حاجیوں کو قربانی کے حوالے سے درپیش مسئلہ پر آپ نے تفصیل کے ساتھ بیان کیا اور حاجیوں کے لیے آسان سے آسان تر راستہ شریعت کی روشنی میں کیا ہے، اس کو بیان فرمایا نیز دوسری بات آپ نے فرمائی کی ماں باپ کو حج کرانا پہلے ضروری نہیں ہے، اگر بندہ صاحب نصاب ہے تو ماں باپ کو حج کرانے سے پہلے اس پر ضروری ہے کہ وہ حج کرے پھر اگر اس کے پاس استطاعت ہو تو ماں باپ کو بھی حج کرائے اس مسئلے کو آپ نے وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا، تیسری اور آخری بات یہ کہ دینی تعلیم کی اہمیت کیا ہے؟ عقیدۂ اہل سنت بچوں کو سکھا کر ہی یونیورسٹیوں میں داخلہ کرائیں اور یونیورسٹیوں میں اعلی تعلیم حاصل کرائیں تا کہ وہاں ان کے ایمان وعقیدے پر بدمذہب ڈاکہ نہ ڈالیں اور ان کے ایمان و عقیدے پر حملہ نہ کریں۔

مفتی فیضان المصطفیٰ صاحب نے حضور تاج الشریعہ ہمہ جہت شخصیت ہیں اس حوالے سے زبردست اور لاجواب خطاب فرمایا مزید آپ نے فقہی جزیات پر گفتگو فرمائی کی اپنے دور میں وہ شخصیت اعلم علمائے بلد ہے، جس کے پاس عوام وخواص اپنے مسائل کو حل کرنے کے لیے رجوع کرتے ہیں مزید آپ نے اس حوالے سے بیان فرمایا کہ بریلی شریف کے فتوے پر لوگوں کا کتنا اعتماد ہے، آج بھی لوگ اپنے مسائل اور اپنے معاملات میں سب سے پہلے بریلی شریف کے فتوے کو چاہتے ہیں اور اس کو ترجیح دیتے ہیں مزید آپ نے حضور تاج شریعہ کی عالمی فتنوں پر کتنی گہری نظر تھی اور حضور تاج الشریعہ نے کس طریقے سے ہر زبان میں ان فتنوں کا رد فرمایا کتابیں لکھیں اور کتابیں لکھ کر ان فتنوں کی سرکوبی کی اس حوالے سے بھی بہترین خطاب فرمایا۔

مفتی بدر الدین مصباحی کرناٹک نے حیات تاج الشریعہ پر روشنی ڈالی مزید آپ نے ذکر غوث اعظم فرمایا اور آپ نے بھی لفظ بریلوی کی تحقیق پیش کی اور اس زمانے میں نئے نئے ازہری بننے والے خود کو سب سے بڑا محقق مدبر سمجھتے ہیں ان کا رد فرمایا اور ازہری ہونے کے بعد بزرگوں سے اختلاف کس قدر کرتے ہیں ان کی بھی تردید فرمائی، مفتی شکیل احمد مصباحی رامپوری نے لاجواب بیان فرمایا، آپ نے زیر نظر جن موضوعات کو رکھا ان میں سب سے پہلے آپ نے تحفظ ایمان پھر صراط مستقیم اس کے بعد پرہیزگاری اعتقاد حق، عمل صالح، تقوی، حسن اخلاق ان تمام موضوعات پر آپ نے بیان فرمایا، مزید آپ نے رد فرقہ باطلہ جیسے قادیانیت رافضیت وہابیت نجدیت مودودیت وغیرہ فرمائی، اس کے بعد آپ نے چغل خوری غیبت تعلی وتکبر کی بھرپور مزمت فرمائی۔

مولانا عامر فضیل مرکزی تخصیص سال اوّل مسلک اعلیٰ حضرت کیا ہے؟ اس کی وضاحت کے ساتھ بدمذہبوں کا رد کن کن طریقوں سے کیا جا سکتا ہے قرآن کریم کی روشنی میں بیان فرمایا

اور صلح کلیوں کے مکروہ چہرے سے نقاب اٹھایا۔ مفتی فیضان رضا افتا سال اوّل حیات تاج الشریعہ، اویس رضا متعلم جامعۃ الرضا دور پر فتن، ردِ رافضیت ومولائیت اور دفاع حضرت امیر معاویہ کاشف رضا، عظمت صحابہ ومحبت اہل بیت محمد ذیشان جماعت ثامنہ، حضور تاج الشریعہ کی شاعری حدیث شریف کی روشنی میں دیگر موضوعات وخدمات دینی دنیوی تعلیم کی اہمیت، ارتداد سے بچیوں کو کیسے بچائیں، مسلم معاشرے میں کثرت سے پھیلنے والا بگاڑ اسباب وحل، فتنہ رافضیت ومولائیت سے کیسے بچیں، صلح کلیت کیوں پھیل رہی ہے۔ ان موضوعات پر بھی خطبا حضرات نے قدر گفتگو کی۔

8ویں عرس حضور تاج الشریعہ کے پر بہار موقع پر دوسو طلبہ کے لیے UPSC, NEET کی تیاری کرانے کا بہترین فری انتظام، ہزاروں مریضوں کا فری علاج اور آپریشن، جماعت رضائے مصطفےٰ کی جانب سے ملک بھر میں سیکڑوں مکاتب وغیرہ کا انتظام کا بھی تذکرہ کیا گیا، اللہ تعالیٰ مرکز کی ان خدمات کو قبول فرمائے، آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم۔

رپورٹ: یکے از گدایان تاج الشریعہ
محمد قاسم القادری گھوسوی

□□□

داڑھی کے شرعی احکام

”احکام الملۃ الحقۃ فی تفسیق قاطع اللحیۃ“ (داڑھی کے شرعی احکام) یہ کتاب مستطاب محقق حقائق دین محمدی، مدقق وقائق شرع متین احمدی، کاشف دقائق معقول ومنقول، واقف حقائق فروع واصول، مجمع علم وعمل، مرکز ارباب ملل ونحل، جناب مولانا مولوی ابوالذکاء سراج الدین محمد سلامت اللہ شاہ صاحب رامپوری (مجددی) ادام اللہ فیضانہم وعم نوالھم وافضالھم وشموس اجلالھم واقبالھم“ علیہ الرحمۃ والرضوان، کا بہترین قلمی شاہکار ہے۔

شاہ صاحب نے اپنی اس علمی وتحقیقی کتاب میں داڑھی کی سنت اور اس کے لزوم ووجوب پر نہایت ہی تحقیقی بحث فرمائی ہے۔ نیز داڑھی کو ایک مشت سے کم کرنے یا مکمل منڈانے والوں کی مذمت میں وارد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ، صحابہ واہل بیت کے آثار مقدسہ، محدثین وفقہا کے نصوص اور علما وصوفیا کے اقوال منیرہ کی روشنی میں ایک مشت سے کم داڑھی کرنے والوں اور منڈانے والوں کی تفسیق بیان فرمائی ہے۔ مزید بنیت استخفاف سنت اس کے مرتکبین پر حکم کفر بیان فرمایا ہے۔ کتاب کا نام تاریخی ہے۔ ”اَحکام الملۃ الحقۃ فی تفسیق قاطع اللحیۃ“ کے عدد (۱۳۲۴ھ) ہیں۔

یعنی یہ کتاب سن ۱۳۲۴ھ میں لکھی گئی اور طبع ہوئی۔ اس کی پہلی اشاعت پٹنہ کے مطبع حنفیہ سے ہوئی اور اسی سے ماہنامہ تحفہ حنفیہ پٹنہ میں شائع کی گئی۔ تحفہ حنفیہ میں یہ پورا رسالہ تین قسطوں میں شائع ہوا۔ تفصیل یہ ہے: رمضان المبارک ۱۳۲۵ھ۔ ص ۱۷/تا ۲۳/شوال المکرم ۱۳۲۵ھ۔ ص ۱/تا ۱۶/ ذوالقعدہ ۱۳۲۵ھ۔ ص ۱/تا ۱۰/۔

اس کتاب میں درج عربی وفارسی عبارات کا اردو ترجمہ مفتی علیم الدین اسلام آبادی علیہ الرحمۃ نے کیا ہے، جو طبع اول کے حاشیہ میں موجود ہے۔ یہ کتاب چوں کہ اپنے موضوع پر نہایت ہی اہم اور علمی وتحقیقی ہے اس لیے اس کتاب کی اشاعت مسلسل ہونا چاہیے تھی مگر افسوس کہ اس کتاب کی اشاعت کو سو سال سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا، چند قدیم لائبریروں کے علاوہ اس کتاب کا وجود نہیں ملتا ہے۔ اور فقیر کی معلومات کے مطابق سو سال سے اس کتاب کی کہیں سے اشاعت بھی نہیں ہوئی ہے، اس لیے یہ کتاب نایاب ہوگئی۔

لائق مبارک باد ہیں حضور محدث اعظم رامپور علامہ مفتی الحاج الشاہ سید شاہد علی حسنی رضوی رحمہ اللہ القوی، کے قائم کردہ ادارہ ”جامعہ اسلامیہ رامپور“ میں تعلیم حاصل کرنے والے جماعت سادسہ کے وہ تمام طلبہ جنہوں نے اس کتاب کی اشاعت کی طرف توجہ کی اور اپنے اوقات تعلیم سے کچھ وقت نکال کر شہزادہ حضور محدث اعظم رامپور، عزیز گرامی وقار، محب گرامی قدر، فاضل جلیل، عالم نبیل حضرت علامہ مولانا مفتی سید فیضان میاں بقیہ ص ۴۴/ پر

सुन्नी दुनिया में इश्तिहार देकर अपने कारोबार और इदारे को फ़रोग़ दें

Monthly Package Four Colour महाना पैकेज फोर कलर

S. No.	Adv. Space	کوارٹر پیج Quarter Page	ہاف پیج Half Page	فل پیج Full Page	اشتہار کی جگہ	نمبر شمار
1	Back Title Page	8000/-	10000/-	15000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	6000/-	8000/-	12000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	4000/-	6000/-	10000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Quarterly Package Four Colour तिमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	20000/-	25000/-	35000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	15000/-	20000/-	30000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	10000/-	15000/-	25000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Half Yearly Package Four Colour छमाही पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	30000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	20000/-	35000/-	50000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	15000/-	25000/-	40000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Yearly Package Four Colour सालाना पैकेज फोर कलर

1	Back Title Page	50000/-	70000/-	100000/-	بیک ٹائٹل پیج	۱
2	Back Side of Front Title Page	35000/-	60000/-	80000/-	فرنٹ ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۲
3	Back Side of Back Title Page	25000/-	40000/-	60000/-	بیک ٹائٹل پیج کا اندرونی حصہ	۳

Black & White Package any in side Magzine ब्लैक एण्ड व्हाईट पैकेज रिसाला में कहीं भी

1	Monthly	1500/-	3000/-	5000/-	ماہانہ	۱
2	Quarterly	4000/-	8000/-	12000/-	سہ ماہی	۲
3	Half Yearly	7000/-	12000/-	16000/-	ششماہی	۳
4	Yearly	10000/-	16000/-	20000/-	سالانہ	۴

नोटः-

1. तीन महीने का मतलब कोई भी तीन महीने, इसी तरह 6 या 12 महीने का मतलब कोई भी 6 या 12 महीने।
2. वक़्त और हालात के पेशे नज़र इश्तिहार की इबाअत मुक़ददम व मुवख़्ख़र भी हो सकती है।
3. पूरे इश्तिहार की रक़म एक मुश्त पेशगी जमा करनी होगी।

Contact: 82 Saudagaran, Dargah Aalahazrat, Bareilly Sharif (U.P.), Pin - 243003, Mob. 9411090486
Account Details: Asjad Raza Khan, SBI A/c No. 10592358910, IFSC Code: SBIN0000597

RNI No. UPMUL/2017/71926
Postal Regd. No. UP/BR-34/2026-28

JUNE-2026
PAGES 56 WITH COVER

PER COPY : ₹ 30.00
PER YEAR : ₹ 350.00

MAHNAMA SUNNI DUNIYA

Printer, Publisher & Owner Asjad Raza Khan, Printed at Faiza Printers, Bara Bazar, Bareilly
Published at 82, Saudagran, Dargah Aala Hazrat, Bareilly Sharif (U.P.) PIN : 243003, Editor Asjad Raza Khan